صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سنیچر مورخہ 22 جون 2013ء بمطابق 12 شعبان 1434 ہجری صبح دس بجکر پچاس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امتیاز شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا یَوۡمَ الۡحِسَابِO وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنَ النَّارِO اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالۡمُفۡسِدِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ اَمۡ نَجۡعَلُ الۡمُتَّقِیۡنَ کَالۡفُجَّارِO کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ۔

(ترجمہ): اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹادے گی بے شک جو اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے اسلئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بیکار تو پیدا نہیں کیا یہ تو ان کا خیال ہے جو کافر ہیں پھر کافروں کیلئے ہلاکت ہے جو آگ ہے۔ کیا ہم کر دیں گے ان کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی بڑی برکت والی تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقل مند نصیحت حاصل کریں۔

اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں: ان معزز اراکین نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں: جناب افتخار خان مشوانی صاحب، ایم پی اے آج 06-22 کیلئے ان کی درخواست ہے؛ جناب گل صاحب خان خٹک، ایم پی اے 2013-6-22 کیلئے درخواست ہے؛ جناب شکیل احمد، ایم پی اے صاحب اور محترمہ نسیم حیات صاحبہ، ایم پی اے، انہوں نے بھی آج کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The leave is granted.

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 14-2013 پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، گزشتہ دو دنوں میں ہم نے تقریباً سولہ سترہ اپنے معزز اراکین کی اس بجٹ پر ان کی جو ارشادات اور ان کی جو سوچ تھی، وہ ہم نے بغور سنی اور میرا ذاتی خیال ہے کہ ان میں سے کافی مثبت اور بجا تنقید بھی رہی گو کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ نکات آئے لیکن میں صرف اس حد تک جاؤں گی، میں کوشش کرونگی کہ اپنا جو مخصوص وقت ہے، اس کے اندر ہی اپنی اس تقریر کو مکمل کروں چیدہ چیدہ نکات پر۔ یہ بات سب کو میرا خیال ہے سراہنا ضروری ہے کہ ان حالات، اس ماحول میں اور گزشتہ پانچ سالہ دور کے بعد 11 مئی کو ہونے والا الیکشن اور اس کے بعد جو قلیل وقت ہے، اس میں میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت نے کافی بہترین پرفارمنس دی ہے یہ بجٹ دیکر، کیونکہ یہ ایک بہتر اور متوازن بجٹ ہے۔ متوازن اس طریقے سے کہ آمدنی اور اخراجات کا جو تخمینہ ہے، وہ تقریباً برابر ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں اب آنے والے وقت میں ہی اس بات کا اندازہ ہو سکے گا، جیسا کہ کچھ معزز اراکین نے اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ بہت سے تخمینوں کے اوپر یہ Based ہے، جو Projections دی گئی ہیں، کیا اسی طرح ہی وہ وصول ہوتے ہیں وہ محصولات جو حکومت نے Anticipate کئے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ مثبت سوچ رکھنی چاہیئے، مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ یہ محصولات اس سے بہتر ہونگیں، جتنا اس وقت ان کو بیان کیا گیا ہے اس سے بھی بہتر ہونگے کیونکہ Good

اور management اور Good governance کا تب ہی پتہ لگے گا جب اس بجٹ کے اوپر ان شاءاللہ تعالیٰ من و عن عمل ہوگا۔ لہٰذا اس بات سے کہ اس بجٹ نے عوام کو کچھ نہیں دیا، یہ Realization بہت ضروری ہے کہ ابھی آپ لوگوں نے چند ہفتے پہلے حلف لیا، گورنمنٹ بنی سوجھ بوجھ کیساتھ اور پھر اس کے بعد یہ بجٹ ساتھ ساتھ تیار کیا، میں فنانس منسٹر کو مبارکباد پیش کرنا چاہونگی کہ انہوں نے ایسے حالات میں اس بجٹ پر کافی سوچ بچار کی اور اس کے بعد اپنا Input دیکر اس کو ایک Non taxable اور ایک متوازن بجٹ کے طور پر، جس میں اب جو اخراجات ہیں، اس میں ویلفیئر کا Aspect بھی ہے، اس میں ڈیویلپمنٹ کیلئے بھی خطیر رقوم رکھی گئیں، اے ڈی پی کیلئے اور ساتھ ہی ایڈمنسٹریٹیو بجٹ کو بھی خاطر خواہ Rationalize کرکے پیش کیا گیا، تو میرا تو ذاتی خیال ہے اور آنے والا وقت ان شاءاللہ اس بات کو ثابت کریگا کہ اب اس بجٹ پر عمل ہو۔ بنیادی بات جناب سپیکر، یہ ہے کہ ہمیں اس بات سے قطعاً انکار نہیں ہے کہ ماضی میں، جتنی سیاسی قوتیں ہیں، ان کی ایک Unanimous، متفقہ سوچ کے تحت بہت سے کارنامے انجام ہوئے اور وہ میں سمجھتی ہوں کہ کسی ایک پارٹی کو صرف اپنی ذات پر کریڈٹ لینے کا حق نہیں، اس میں تمام پولیٹیکل پارٹیز، پولیٹیکل فورسز نے وہ Consensus جو ہے، وہ Achieve کیا اور اسی میں ایک این ایف سی ایوارڈ بھی اور اسی میں آپ کے صوبوں کے محصولات کا اضافہ بھی، لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اس اضافے کے باوجود اگر مینجمنٹ، اگر گورننس میں خلوص نیت نہ نظر آئے، اگر وہ پیسہ 'گراس روٹ' تک، عوام تک نہ پہنچ پائے تو اس میں بجٹ کے جو فگرز ہیں، ان کا قصور نہیں ہے بلکہ اس میں ان ہاتھوں اور ان سوچوں کا تعلق ہے جو اس کے اوپر عملدرآمد کرنے کیلئے موجود ہوتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طریقے سے موجودہ مخلوط حکومت وجود میں آئی ہے، جن پروگرامز کے تحت آئی ہے، مجھے پورا یقین ہے ان شاءاللہ تعالیٰ کہ یہ انتہائی خلوص نیت سے اس بجٹ کے اندر دی گئی رقوم پر عمل پیرا ہوگی۔ عوام کی جڑوں تک اس کے اثرات و ثمرات پہنچانے کیلئے ان شاءاللہ شبانہ روز محنت کرکے اس بجٹ کو واقعی ہی عوام دوست بجٹ بنایا جائے گا اور پھر میں اپنے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے چند، جو جذبات کی رو میں سخت باتیں بھی کہہ گئے، ان ممبران کو بتاؤنگی کہ واقعی یہ عوامی بجٹ ہے یا نہیں ہے؟ جناب سپیکر، مایوسی اس بات کی ہے کہ ہمیں اب تک یہ تاثر تھا کہ گزشتہ دور میں اس بات پر جو بہت کریڈٹ لیا جاتا تھا کہ ہم نے جو نیٹ ہائیڈل

پرافٹ ہے، اس کے اوپر سے Capping ہٹادی ہے، اب ان شاءاللہ تعالیٰ یہ Caps نہیں رہے۔ افسوس، مایوسی یہ ہوئی ہے اس بجٹ کو دیکھ کر کہ وہ آج بھی Capped ہے، وہی چھ بلین ہیں اور اس میں سے بھی یہ دیکھنا ہوگا، Ensure کرنا ہوگا کہ کیا اب وہ رقم صوبے کو موصول ہو رہی ہے باقاعدہ اور کیا وجہ ہے کہ یہ Capping نہیں ہٹ سکی؟ میرا خیال ہے کہ اس کیلئے صوبے کو ایک بہترین کیس Put up کرنا ہوگا، وفاقی حکومت کو اپنا کیس Plead کرنا ہوگا کہ ایک ماہر ٹیم جا کر اس پر Argument کرے اور ان مسائل سے نبرد آزما ہوں جس کیلئے اس وقت موجودہ حکومت نے یہ عہد کر لیا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ یہ مجھے یقین ہے کہ جو صوبے کا حق ہے، اس کو صحیح طریقے سے حاصل کیا جائے گا اور اس Capping کو ختم کر کے جو Actual profit ہے، اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ اتفاق ہے کہ اٹھارہویں ترمیم جس وقت ہوئی تو اس سے پہلے این ایف سی کا ایوارڈ ہو چکا تھا، اگلے سال ان شاءاللہ تعالیٰ پھر این ایف سی ایوارڈ کا سال ہے، اس وقت اگر ہم چاہتے بھی یا صوبہ چاہتا بھی، یہ لوگ اس چیز کو نہیں دیکھ پائے کہ این ایف سی ایوارڈ کیلئے، اس وقت فنانس میں اور صوبے کی جو ٹیم تھی، انہیں اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہیئے تھا کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو حسابات یا ثمرات اس صوبے کو ملنے تھے، ظاہر ہے وہ این ایف سی ایوارڈ سے ہٹ کر نہیں ہو سکتے تھے تو اس کیلئے تگ و دو کرنا چاہیئے تھی جو کہ نہیں کی گئی اور مجھے یقین ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ موجودہ حکومت اس کیلئے ابھی سے تیاری کریگی تاکہ ہم این ایف سی ایوارڈ میں اپنے صوبے کے حقوق کا مکمل دفاع کریں اور ہمارے جو Maximum محصولات ہیں، ان کو حاصل کر سکیں۔ جناب سپیکر، جو مشکل چیز ہے کہ صوبہ آج بھی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے حالانکہ اتنی خطیر رقوم حاصل کرنے کے بعد یہ ہونا نہیں چاہیئے تھا لیکن Cash Development Loan اور جو Bank borrowings ہیں، اس میں آج بھی تقریباً میرے اندازے کے مطابق کوئی 160، 170 بلین صوبے کے اوپر قرض موجود ہے۔ اس کی ادائیگی کیلئے گو کہ پیسے رکھے گئے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کیلئے یہ ایک بہت بڑی مشکل، ایک تکلیف دہ چیز ہے اور اس صوبے کو جلد از جلد اس طرح کے قرضوں سے نجات دلانا ہم سب کا فرض ہے۔ 'سیکٹوریل' ایلوکیشن پہ میں جب یہاں کہونگی کہ اس کیلئے کافی اطمینان بخش طریقے سے حکومت نے تمام سیکٹرز کیلئے تقریباً اضافہ کیا ہے، گزشتہ Revised budget سے بھی Even وہ اضافہ ہوا ہے جو کہ

ایک مثبت اقدام ہے اور اس کیلئے ہمیں سراہنا چاہیئے، صرف اس کو ہمیں تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہیئے۔ عموماً اب راز جناب سپیکر، Implementation میں ہے، موجودہ حکومت Believe کرتی ہے کہ Good governance اور Good management کے ذریعے اس بجٹ کے جو تمام پروگرامز ہیں، اس کے مطابق عمل کریگی۔ ایک سوال اٹھایا گیا کہ خواتین منسٹر کوئی نہیں ہے تو میں بالکل اس کی سپورٹ کرونگی کہ حکومت کو چاہیئے تھا کہ ایک Full fledged خاتون منسٹر موجود ہوتیں (تالیاں) اور وہ کیبنٹ کا حصہ ہوتیں۔ General mainstreaming پہ ہم Believe کرتے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اگر 15 وزیر ہیں تو ان میں سے ایک خاتون، ایک Symbolic figure ہے، وہ جو خواتین کی آبادی ہے، اس کیساتھ Proportional نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ Symbolic ٹھیک ہے ایڈوائزر ہیں، Full fledge وزیر کا ان کے پاس اختیار ہے لیکن اگر یہی منسٹر کے عہدے پر تعینات ہوتیں تو کیبنٹ میں ہم سمجھتے ہیں کہ عورتوں کی ایک نمائندگی ہوتی لیکن چونکہ ہم اس بات پر بھی Believe کرتے ہیں کہ General mainstreaming ہونی چاہیئے اور صرف اس بنیاد پر ہمیں وہ نہیں ہے لیکن امید ہے کہ اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب غور کرینگے اور ضرور کابینہ میں خاتون وزیر کو Induct کر کے خواتین کا یہ تاثر زائل کرینگے کہ شاید موجودہ حکومت اس بات پر Care نہیں کرتی۔ جناب سپیکر، نکات تو اگر آپ دیکھیں تو بہت زیادہ ہیں، ہم نے اپنا جو Energy crisis ہے، اس کو Meet کرنا ہے، ہمارے پاس خدا کے فضل سے قدرتی جو Sources ہیں، اس کا ایک بہت بڑا اللہ کی طرف سے انمول تحفہ ملا ہوا ہے۔ اس میں پانی ہے، Minerals ہیں، دھوپ ہے، ہوا ہے، ہر طرح کے جنگلات ہیں، میدان ہیں تو ہم نے یہ کوشش کرنی ہے ان شاءاللہ تعالیٰ کہ زیادہ سے زیادہ زمین زرخیز کی جائے، زیادہ سے زیادہ جنگلات میں اضافہ کیا جائے، جو خیبر پختونخوا کے پانی کا اپنا حصہ ہے، ہم انفراسٹرکچر بنا کے اپنے پانی کو استعمال کریں، وفاقی حکومت سے اپنے پانی کا جو Water charges ہیں، وہ Receive کریں۔ امن و امان کیلئے پولیس کو بہترین Equipments فراہم کریں، یہ وہی نکات ہیں جس پر ہم پچھلی گورنمنٹ کو ہمیشہ Criticize کرتے تھے کہ اگر آپ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں، آپ سمجھتے ہیں کہ آپ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہیں تو پھر یہ چاہیئے کہ آپ اس کی مکمل تیاری کریں۔ آپ کی جو پولیس اور جو پیرا ملٹری فورسز

ہیں، ان کو آپ Properly equipped کریں، ان کی ٹریننگ کا بندوبست کریں۔ تو مجھے یقین ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ یہ موجودہ مخلوط حکومت اس پر مکمل توجہ دے گی اور مجھے جو نظر آرہا ہے کہ آنے والے وقت میں تمام اقدامات جو کہ وفاقی حکومت کیساتھ مل کر اٹھائے جائینگے، اس سے ہماری سیکورٹی اور دہشت گردی کا جو مسئلہ ہے، اس کیساتھ نبرد آزما ہو سکیں گے اور اس کا اثر جو ہے، وہ صوبے کی Growth اور یہاں کی خوشحالی کے اوپر براہ راست ہوگا۔ میں جناب سپیکر، آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے آج موقع دیا، میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتی کیونکہ میری استدعا ہے، اسی تقریر میں اپنے تمام ممبران سے کہ اپنے چیدہ چیدہ نکات ضرور پیش کریں لیکن بہت سے ایسے مواقع آئینگے جہاں پر ہمارا اپنا جو نقطہ نظر ہے، عوام کے جو فائدے کی باتیں ہیں، ان کو سامنے لا سکتے ہیں۔ موجودہ حالات میں یہ بجٹ ایک بہترین بجٹ ہے اور ان شاءاللہ اس پر عمل کرنے سے جب ہم Next بجٹ میں آئینگے تو وہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس مخلوط حکومت کا بھرپور بجٹ ہوگا جو کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ایک مثالی بجٹ ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

(تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جناب زرین گل صاحب، زرین گل صاحب۔

<u>جناب زرین گل</u>: ډیره مهربانی۔ محترم سپیکر صاحب، د 14-2013 دا بجټ چې کوم په دې هاؤس کښې Table شوے دے، په دې د بحث موقع راکولو ستاسو ډیره مننه۔ محترم سپیکر صاحب، کله نه چې دا بجټ پیش شوے دے، اپوزیشن لګیا دے او د اپوزیشن زه یو غړے یم خو مونږ دا فیصله کړې ده چې مونږ به تنقید برائے تنقید نه کوؤ، مونږه تنقید برائے تعمیر کوؤ او د ښې خبرې ستاینه به کوؤ، مثبت خبرو ته به ښه وایو او غلط ته به غلط وایو خو زه حیران دا یم چې دا اپوزیشن لګیا دے او دا بمباری کوی خو ما ته خو دا ټول بیچارګان په دې ښکاریږی، ما ته خو دا نه ښکاریږی چې دا 14-2013 بجټ چې دے، چې دا دوئ جوړ کړے دے۔ محترم سپیکر صاحب، په 11 مئی باندې الیکشن شوے دے، پکار ده چې دا الیکشن که په مارچ کښې شوے وے نو بیا امکانات وو چې د دوئ پکښې څه لاس وو، د 11 مئی نه واخلئ بیا دوئ په حکومت سازئ کښې وو او بیا د دوئ په دې Portfolios باندې مسئلې وې، یوه حاضری به ئے په

منصوره کښې ورکوله او بله به ئے په شادمان ټاؤن کښې۔ اوس زما په نظر کښې خو دا بجټ چې کوم دے ، دا په درې حصو باندې تقسیم دے۔ د دې بجټ دا یوه حصه چې ده، 33 percent خو دا د سیکشن افسرانو نه واخلئ د ډپټی سیکرټریانو پورې، د پی اینډ ډی ډیپارټمنټ او د فنانس، او بیا چې کوم دے 33 percent د هغې نه بره د 20 گریډ نه د 21 پورې د هغوی څه سفارشات او بیا 33 percent ما ته ښکاریږی چې دا نگران 'سیټ اپ' چې کوم دے ، د دوئ پکښې کردار دے ، دا 99 perc ent چې دے ، په دیکښې صرف One percent زما خیال دے چې د دې ټریژری بنچز کردار دے او هغه هم د وزیر خزانه صاحب چې هغه په دیکښې چې کوم دے ، د ده Figures of speech ډیر ښه وو او ورسره دا 'ان شاء اللّٰه' لفظ چې کوم دے ، دا ایډیشنل دے چې کوم د خپل اووئیلو۔

(تالیاں) محترم سپیکر صاحب، دې بجټ کښې چې کومې پیسې کیښودې شوې دی، زه د سن 85ء نه واخله د سن 99ء پورې د دې هاؤس ایم پی اے پاتې شوے یم، په هر کال کښې مونږه په دې بجټ باندې تقریرونه کړی دی او هر ځل له مونږه د تبدیلئ امید راوړلو لیکن د 85ء نه واخله تر اوسه پورې مونږه څه تبدیلی ونه لیده۔ جناب سپیکر صاحب، زه خو وایم چې دا څه پیسې کومې کیښودلې شوې دی، دا هم نه وې پکار۔ چې دلته څه محکمې دی، هره محکمه چې د کومې خبرې د پاره جوړه ده، هغه محکمه د هغې خبرې استحصال کوی۔ مثلاً د صحت محکمه به راواخلو، که د دې پیسې ایښودې شوې دی، د هسپتالونو حالت تاسو وینئ، په هزاره ډویژن کښې ایوب میډیکل کمپلیکس یو غټ هسپتال دے ، چې لاړ شئ نو زړه به مو خوږ شی۔ ډاکټران پرائیویټ پریکټسې کوی، هسپتالونه ډسپنسرانو ته حواله دی، هغه میډیکل ټیکنشنز ته حواله دی، هغه نرسانو ته حواله دی، دا دو نمبر دوایانې، Expired ویکسینونه، که ډرگ انسپکټرانو له تنخواه گانې ورکړې کیږی نو هغه لگیا دی د دو نمبر دوایانو فروخت کوی۔ که فوډ انسپکټران دی نو هغه لگیا دی، چې په کوم ځائے کښې زیات ملاوټ وی نو هغوی ته بهتہ ملاویږی، هغه هغې ته فروغ ورکوی۔ دغه شان د تعلیم محکمه، د تعلیم محکمه چې کوم ده سکولونه جوړ دی، استادان پکښې دی، چرته ټاټ نشته، چرته چاک نشته، چرته بلیک بورډ نشته، چرته استاذان نشته، چرته ئے

چهتونه نشته او عجیبه خبره دا ده چې څنګه وجیهہ الزمان خان پرون اووئیل چې یره څه بیوروکریټس دی، د هغوی ځامن ټول په پرائیویټ سکولونو کښې سبق وائی او عجیبه خبره دا ده چې پخپله دا محکمه لګیا ده د تعلیم استحصال کوی، د ایبټ آباد بورډ پنځوس د ټاپ هلکان، په هغې کښې یو صرف د سرکاری سکول هلک وو، نور 49 هلکان هغه د پرائیویټ سکولونو نه راغلی دی۔ تعلیمی حالت زمونږه، زه تاسو ته جی یو لطیفه وایم، په سن 1985 کښې زه، شهزاده ګستاسپ او یوسف ترند مونږه روان وو نو د یوسف ترند ډیر خواهش وو چې دې ارباب جهانګیر ته اووایو چې ما د د ایجوکیشن منسټر کړی، نو مونږ ورته اووئیل چې ته خو سوک ان پړه ئې او ته منسټری غواړې؟ وائی چې مونږ Lobying وکړو، نو ګستاسپ وئیل چې راځه د ده نه امتحان اخلو، نو هلته یو بورډ لګیدلے وو په لاره کښې نو هزاره ورلډ ټریولز څه ایجنسی وه، څه دغه وه، نو مونږ ورته وئیل چې ته دا اووایه، مونږ دې ارباب صاحب ته وایو تا به وزیر کړی، نو هغه اووئیل چې وئیلې شم کنه، هغه وئیل "هزاره ورلډ ټر۔یولز" نو بل ئے ورته هغه Knowledge ولیکلو، وئیل ئے ورته چې ته دا پړهاؤ کړه، هغه ورته وئیل چې دا "کنال ډیګی" دے نو بیا خو د آفتاب شیرپاؤ مشکور یم چې وروستو ئے بیا وزیر تعلیم کړو، د هغه به هم څه مجبوری وه، بهرحال تعلیمی حالت زمونږ چرته سم نه شو۔ محترم سپیکر صاحب، دغسې زمونږ د زراعت، په زراعت کښې چې ګورو نو تخمونه چې دی، زمونږ هلته د USAID یو پراجیکټ 58 ملین ډالر باندې دغه کړے وو، یره جی د سن 87ء نه واخلئ تر اوسه پورې د هغې څه نتیجې راونه وتې، هغه غنم او جوار چې کوم پیدا کیږی، د هغې نه د لسو منو نه یوولس منه نه شو او هیڅ شے ترې هم جوړ نه شو او هغه پیسې لګی، چرته مردار چرګان راولی او هلته دغه کړی چې دا نوے شے دے، چرته سنډاګان ئے راوستئ وو، هغه میخې ئے ووژلې او خلق د میخو نه خلاص شو او سنډاګان ئے دغه کړل او چې ګورو هر شے تباه و برباد دے، نو زه حیران دا یم چې دې له د پیسو کیښودو ضرورت څه دے؟ داسې راځی، پبلک هیلتھ انجینئرنګ، پبلک هیلتھ د عوام د صحت، چې کله د پبلک هیلتھ سکیمونه شروع شوی دی نو هیپاټائټس زیات شو، عجیبه خبره دا ده چې نوم خو ئے بیا پبلک هیلتھ ولې ایږدئ؟ جناب سپیکر

صاحب، اصلی خبره دا ده چې نظام درست کول دی، نظام، نظام چې نه درست کوی نو د غلبیل اوبه دی، د یو کروړ په ځائے لس کروړه ورله کیږده نو په غلبیل کښې دغه کوه، اخری سر له چې ځې نو څه شے به پکښې پاتې نه وی. Good governance پکار دے، Good governance چې تر څو پورې په دې ملک کښې Good governance نه وی، مشکله ده چې مونږه ترقی وکړو. جناب سپیکر صاحب، هر قوم د هرې صدئ نه فائده اخلی، په هره صدئ کښې خاص خصوصیات وی، اتلسمه صدی چې وه، هغه د ریښمو صدی وه، د مغرب اقوام به راتلل دا Silk route چې دے، د هغې نه ئے فائده اخسته. بیا نورلسمه چې وه، هغه د مالګې صدی وه او انګریز راغے او په هندوستان ئے چې قبضه وکړه، کرک ته راورسیدو او په کرک کښې ئے چې دا پیکټې جوړې دی، دا د مالګې د پاره جوړی دی، اوس ئے سړے تصور نه شی کولې چې دا مالګه دومره د اهمیت حامل وه. انسپکټر چې کوم دے په پولیس کښې، انسپکټر به لوکل سړے بهرتی کیدو هندوستانے، انګریز به نه وو لیکن د مالګې انسپکټر چې وو، هغه به انګریز وو، دا مالګه دومره د اهمیت وړ وه او د تور غر 1868ء کښې وړومبنے جنګ چې دے د انګریز سره زمونږه د مالګې په سر شوے دے. انګریز وئیل چې تاسو په اباسین د مالګې سمګلنګ کوئ، په مالګه ئے قبضه وکړه. بیا بله صدی چې راغله شلمه، هغه د تیلو صدی وه، د تیلو د صدئ د پاره دوه عظیم جنګونه شوی دی، د تیلو د صدئ د پاره اسرائیل ئے Plant کړے دے په مشرق وسطیٰ کښې، د دې تیلو د پاره ئے چې کوم دے Ottoman Empire ختم کړے دے، د دې تیلو د پاره ئے Lawrence of Arabia پیدا کړو او اخر راغلل او کوم عربیان چې چا اوښان څرول، چا ګډې څرولې، هغوی ترې نه وو خبر لیکن هوښیار قومونه ترې خبر وو چې د دې زمکې د لاندې یو زبردست Deposit پروت دے او د دې صدئ د ترقئ د پاره هغه تیل ئے راوایستل. جناب سپیکر صاحب، دا اوسنئ یویشتمه صدی چې ده، دا د اوبو صدی ده او دا یقین وګڼئ چې دا جنګونه به د اوبو په سر کیږی. خدائے پاک مونږ له زبردست انوائرونمنټ راکړے دے، خالص دې صوبې له. مونږه د کوه همالیه، کوه قراقرم، کوه هندوکش په لمنه کښې پراته یو، د د نیا عظیم ګلیشیئرز چې دی، هغه زمونږه په

غرونو باندې پراته دی او زمونږه د دې غرونو بنائست ته وګوره چې په سر ئے واورې وريږی او په ويخ ګلونه او د دې دا خته چې چوريا کړې نو په ديکښې معدنيات پراته دی۔ جناب سپيکر صاحب، چې څنګه وزير خزانه صاحب اووئيل چې د اجرګه ده، مونږ له پکار دا ده چې د يويشتمې صدئ تقاضې پوره کړو، مونږ له پکار ده چې خالی په اوبو، خالی په اوبو، که انقلاب راولو په دې صوبه کښې د اوبو په ذريعه به ئے راولو، دا اوبه چې دغه کړو نو په ملاکنډ ډويژن، هزاره ډويژن، راځئ چې په دې خوړونو بندونه وتړو، هائيډل پاور جنريشن د 25 هزار نه واخله د 50 هزار ميګاواټه پورې د دې سروے شوې ده، که دا نه شئ کولے نو زه د پی ټی آئی چې کوم انقلاب راولی، عمران خان ته زه دا دغه کوم چې ته دا ماډل وګنړه، که ستا په پاکستان حکومت رانغې خو تا د پاره يو ماډل صوبه راغله، ته اوس ديکښې دغه وکړه، دا Olive oil پيدا کولو د پاره ايک لاکه بوټی ايښی دی، نه، زمونږه انوائرونمنټ خومره دے، زمونږه زيارتونه وګوره ټول چې کوم دے خونه ولاړ دے او قدرتی ولاړ دے، د هغې Grafting پکار دے۔ نن چې کوم دے د مهاتير محمد نه Inspired دے عمران خان، د معيشت د هغه سره Vision وو، هغه سره Vision وو، هغه ولګيدو چې بهئی د ربړ وخت لاړ، پلاسټک پيدا شوے دے، قوم ته ئے اووئيل او ووټ ئے واخستو او قوم ته ئے اووئيل چې ختم کړئ دا ربړ، د ربړ ضرورت نشته، اوس د دې په ځائے Palm بوټی دغه کړئ، ولې چې Tropical weather دے او دې وخت دلته Palm، که مونږه پټرول او ډيزل نه شو پيدا کولے، مونږ به دا خوردنی تيل پيدا کړو او هغسې ئے وکړل او ملائيشيا د هغې د لاسه ايشين ټائيګر جوړ شو، ايشين ټائيګر جوړ شو او د بلين ډالرز Palm oil دنيا ته سپلائی کوی۔ نو ولې مونږه، په ايک لاکه بوټو باندې نه کيږی، د دې د پاره پکار ده چې يو کروړ سالانه بوټی نالول په دې غرونو باندې، د هغې فائده به څه وه۔ نو که تاسو 'ګرين پختونخوا' غواړئ نو يو به Erosion نه کيږی، Land sliding به نه کيږی، غرونه به بچ شی، يو چې کوم دے نو مونږه بلين ډالر دا پيسه، هله به پوره کيږی نو دا به يو انقلابی تبديلی وی چې مونږ به خوردنی آئيل چې کوم دے، د Olive oil مونږ ته غټ مارکيټ د هندوستان دے، افغانستان دے، چائنا ده، دوئ ته

مونږ سپلائی کولې شو نو که پخپله پرې نه پوهېږو نو پکار ده چې عمران خان جهانګیر ترین رااوغواړی، دا Think tank رااوغوړی او هر چا ته ، د اسرائیل سره زمونږه ورانه ده خیر دے، د ده سره به ئے نه کوؤ، سپین، د اټلی نه به استفاده واخلو. دغسې د اوبو، اوبه ضائع کیږی، د دې اوبو دا Water resources کنټرول کول دی نو که پخپله پرې نه پوهېږو نو ورشئ د جرمنی نه استفاده واخلئ چې هغه څه چل کوی؟ د میلونه په حساب هغوی دغه جوړې کړې، Drift irrigation نظام باندې هغوی دغه کوی، یو یو قطره د اوبو هغه نه ضائع کوی او زمونږ نه بلا اوبه لګیا ده هغه ضائع کیږی. دغسې زمونږه Minerals دی، زمونږه Minerals ډیر غلطې طریقې باندې لګیا دی دغه کیږی نو که دا استفاده، نو ور د شی د اټلی نه د استفاده واخلی. دغسې د هرې خبرې د پاره پکار ده که په مونږ کښې خپل دا Capability نه وی او دا خاصیت نه وی او نشته مونږ د یو وسپنې نه تبر جوړوؤ په سلو روپو، هغه د یو کلو وسپنې نه د لاکھ روپو مشینری جوړوی، نو دا استفاده پکار ده چې مونږه دغه کوؤ او دا یو ماډل مونږ دغه کړو. جناب سپیکر صاحب، زه امید لرم چې دا حکومت، مونږ اپوزیشن به ورسره بالکل کوآپریشن کوؤ، دا یوه جرګه یو، مونږه غواړو چې دا صوبه ترقی وکړی لیکن د دې د پاره غټ شے چې کوم دے د حکومت په عوام باندې، د عوامو په خپل حکومت اعتماد دے، اصلی شے اعتماد دے، بې د اعتماد نه ګورې ترقی نه راځی. د چین یو غټ عظیم Philosopher Confucius نه چا تپوس وکړو چې د چین د ریاست د بقاء د پاره څه عوامل ضروری دی، کومې ستنې پکار دی؟ هغه وئیل درې ستنې اهم دی، مضبوط فوج، خوشحاله عوام او دعوام په خپل حکمرانانو اعتماد، دا درې Pillars دی. هغه وئیل چې بهئی په دې درې Pillars کښې کوم Pillar ترې لرې کړې، په دوه به دا ریاست ټینګیږی؟ هغه وئیل چې مضبوط فوج ترې لرې کړه، عوام خوشحاله وی او د عوامو په خپلو حکمرانانو اعتماد وی نو ریاست به بیا هم ټینګیږی. هغه وئیل چې په دې دوه کښې یو لرې کړې نو په کوم به د ریاست بقاء وی؟ هغه وئیل چې د عوام خوشحالی ترې لرې کړې او که د عوام په خپلو حکمرانانو اعتماد وو نو بیا هم ریاست ټینګیږی. اوس د عوامو اعتماد به څنګه راځی؟ په Good

Good governance ،governance څه ته وائی؟ میرټ، انصاف، عزم، جذبه او د کرپشن خاتمه۔ دا کرپشن چې کوم دے، دا 'وائنه' دے، دا چې کوم دے 'وائنه ' دے او دا لرګے صفا ښکاریږی دننه ئے هر څه وخوړل، د دې خاتمه پکار ده۔ جناب سپیکر صاحب، Good governance زه امید لرم او زما یقین دے، طمع لرم لیکن زه جناب وزیر اعلیٰ صاحب ته لږ غوندې، وزیر اعلیٰ صاحب چې دے As a Kingmaker د ده زه ډیر ستاینه کوم۔ په 1993 کښې زما او د ده یو بل سره Tussle شوے وو، ما د صابر شاه حکومت جوړ کړے وو او په هغې کښې زما مرکزی کردار وو او ده د صابر شاه حکومت مات کړے وو، په هغې کښې د ده مرکزی کردار وو، په هغې کښې ما دے ومنلو، په قبائیلی حیثیت باندې زه جوړ تهوړ کښې ښه ووم خو ما چې د ده دا جوړ تهوړ ولیدو نو ما وئیل تا Master کړے دے په دیکښې (قهقهه) لیکن زه حیران دا یم چې په هغې کښې دے ډیر ښه Active وو، ښه Energetic وو، ښه دغه وو خو کله نه چې دے وزیر اعلیٰ شوے دے As a Kingmaker خو ښه وو خو As a King ډیر Lethargic غوندې راته ښکاری۔ دا کوم چې د پی ټی آئی جذبه ده کنه د انقلاب راوستو، د هغې د پاره لږ لږ تیزی پکار ده، لږ جرات پکار دے، لږ دغه پکار دے، لږ مخې ته راوتل پکار دی او چې په کومه جذبه باندې پی ټی آئی انقلاب راولی، دغه جذبه، دغه جذبه څه پکار ده؟ جناب سپیکر صاحب! جناب سپیکر صاحب! جناب سپیکر صاحب! د عمر فاروقؓ په شان Determination پکار دے چې دریائے نیل ئے Surrender کړے وو، د خمینی په شان احتساب پکار دے، د موزی تونګ په شان ارادې پکار دی، د مهاتیر محمد په شان په معیشت باندې Vision پکار دے، دا به هله هغه تبدیلی راځی، بې د دې نه تبدیلی نه راځی۔ جناب سپیکر صاحب، ما ستاسو وخت واخستو، ما له به چرته ډیر وخت بیا راکوئ خو زه تاسو ته جی اخره کښې لږ دغه کوم چې د پی ټی آئی د پاره Your birth may be normal, but your death should be history، پکار ده چې هسټری جوړه کړئ او په اخره کښې زه دا مهربانی تاسو ته کوم چې زما څه ګزارشات دی او هغه پی اینډ ډی او وزیر خزانه صاحب چې دا توجه ولری، هغه په ضلع تور غر کښې په دریائے برندو باندې ډیم چې هغه به هائیډل جنریشن او Irrigation purpose به

Solve کوی او ډیر ښه سکیم دے او د هغې څه فزیبیلټی رپورټ هم جوړ شوے وو، USAID والا وو۔ داسې د ټورازم د فروغ د پاره مچی سر چې کوم دے او مابڼ باندې، دا یو تاریخی او ډیر ښکلی ځایونه دی او د مری او د نتهیاگلئ نه ئے ډیر زیات ښه انوائرونمنټ دے۔ جناب عالیٰ، په دې باندې مهربانی وکړئ چې د دې ډیویلپمنټ اتهارټی جوړه شی۔ د تربیلا ډیم متاثرین چې دی، څلوېښت کالو نه چې مونږه دا تربیلا ډیم جوړ کړے دے، هغه متاثرین په تور غر کښې هغسې په سپرونو کښې پراته دی، د هغوی د پاره زمکې اخستې شوې دی، د هغوی Rehabilitation پکار دے، آباد کیدل جی، د دوئ Resettlement دے، دې ته د توجه ورکړې شی ولې چې نیټ پرافټ اخلی نو پکار ده چې د هغوی دغه وکړی۔ د تور غر په رائټ او لفټ بنک باندې په اباسین باندې پل پکار دے US والا د دې فزیبیلیټی رپورټ جوړ کړے وو چې په هغې باندې دغه project شی۔ د تور غر په مختلفو خوړونو باندې بندونه پکار دی او Hard area ده، د تور غر پولیس او د استاذانو د پاره Special incentive پکار دے، مزید پرائمری سکولونه جوړول پکار دی، بی ایچ یوز او ډسپنسرئ پکار دی نو د ترقی یافته 'ګرین او روخانه پختونخوا' کاش په اخر په یو شعر به ئے ختم کړم چې:

ے اے زړګیه او لیونیه ته او په دې چمن کښې مینه
د سور اور په سرو لمبو کښې شین غندل کرلې کیږی

اراکین: ماشاءاللہ۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جاوید اکبر صاحب۔ اراکین اسمبلی سے یہ گزارش کرتا ہوں جی کہ وقت کا لحاظ رکھیں، کم از کم دس سے بارہ منٹ سے زیادہ جو ہے تو وقت مت لیجئے گا۔ شکریہ۔

جناب جاوید اکبر خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب، وقت دینے پہ مشکور ہوں۔ ہمارے معزز اراکین اسمبلی جنہوں نے بڑی اچھی اچھی تقریریں کیں، کافی اچھی تجاویز دیں، کسی نے بجٹ کو برا کہا، کسی نے اچھا کہا لیکن میرے خیال میں کہ یہ فیصلہ ہم صوبے کے عوام پہ چھوڑ دیں، جو اس صوبے کے وسائل کے اصلی مالک ہیں اور وہی بہترین جج ہیں۔ جناب سپیکر، آپ پچھلے 20/15 سال کی ان تمام بجٹ

تقاریر کا اگر آپ جائزہ لیں تو ان میں دو فقرے آپ کو بڑے مشترک ملیں گے۔ ایک یہ کہ ہم پسماندہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لائیں گے اور دوسرا یہ کہ ہم صوبے کے وسائل بڑے منصفانہ طریقے سے تقسیم کریں گے لیکن جناب سپیکر، ہوتا اس کے برعکس ہے۔ اگر آپ پچھلی حکومت کا ریکارڈ دیکھیں تو ہمارے صوبے کے تمام وسائل ضلع مردان میں استعمال ہوئے ہیں اور اگر اس سے پہلے حکومت کا آپ جائزہ لیں تو ہمارے صوبے کے تمام وسائل ضلع بنوں میں استعمال ہوئے۔ ان کی بنیادی وجہ یہ کہ اس وقت ہمارے وزیر اعلیٰ درانی صاحب تھے اور پچھلی حکومت میں ہمارے وزیر اعلیٰ حیدر ہوتی صاحب بنے تو انہوں نے صوبے کے وسائل کیساتھ، صوبے کے عوام کیساتھ بڑی بے انصافی سے کام لیا۔ میرے نئے وزیر اعلیٰ صاحب سے اور نئے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ پچھلی بے انصافیوں کا ازالہ کریں اور آئندہ کیلئے صوبے کے وسائل کی منصفانہ تقسیم یقینی بنائیں۔ مجھے اس بجٹ میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آرہی جس سے ہم پسماندہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے مقابلے میں ڈیویلپ کریں کیونکہ انہوں نے جو بجٹ ترجیحات Fix کی ہیں، ان محکموں کو زیادہ رقوم دی گئیں جو انکم Generate نہیں کر سکتے اور ان محکموں کو نظر انداز کیا جو صوبے کے وسائل میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ بھی التجاء ہو گی کہ ہمارے پاس چند محکمے ہیں جس طرح زراعت ہے، جس طرح ایریگیشن ہے، جس طرح انڈسٹریز ہے، جس طرح منرلز ہے، ان کے فنڈز میں مزید اضافہ کریں تاکہ ہمارا صوبہ وسائل کے لحاظ سے خود کفیل بنے۔ میرا ان محکموں سے بھی کوئی اختلاف نہیں، جس طرح ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے، پولیس ہے، ان کیلئے بھی وسائل بڑے ضروری ہیں لیکن ان محکموں کا جن محکمہ جات کا میں نے ذکر کیا، اگر ان کیلئے ہم فنڈ کا بندوبست کریں تو ان سے ہمیں کافی انکم Generate ہو سکتی ہے۔ اب اس بجٹ کے اثرات جو کہ میرے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پہ پڑیں گے، میرا ضلع ایک زرعی ضلع ہے، یہ 22، 23 لاکھ ایکڑ زمین پہ محیط ہے۔ اس میں ساری زمین Plain ہے، ہموار زمینیں ہیں لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے ان زمینوں کا دارومدار یا تو بارش پر ہوتا ہے اور یا فلڈ کا پانی جو کہ پہاڑوں سے آتا ہے تو چونکہ ڈی آئی خان میں بارش کی اوسط بہت کم ہے، اسلئے یہ زمینیں اکثر غیر آباد رہتی ہیں۔ میری صوبائی حکومت سے گزارش ہو گی کہ ڈی آئی خان CRBC First Lift کا اگر انتظام کیا جائے، اس کا افتتاح ہو جائے (تالیاں) تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم

اس صوبے کیلئے وافر مقدار میں زرعی اجناس پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ صوبہ گندم کے لحاظ سے، یہ صوبہ چینی کے لحاظ سے ان شاءاللہ خود کفیل ہوگا اور ہماری پنجاب کی محتاجی ختم ہو جائے گی۔ میں ڈی آئی خان ضلع کا تھوڑا ساحدود اربعہ اگر آپ کو بیان کر دوں، جناب سپیکر صاحب، ہمارا ضلع 120 میل لمبا اور 80 میل چوڑا ہے، اس کا ایک ہی انتظامی یونٹ ہے اور یہاں تحصیلوں کو ضلع کے درجے دیئے گئے جو کہ خالصتاً سیاسی بنیادوں پر تھے۔ ہمارا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان جس میں ایک بڑی اور اہم تحصیل پہاڑپور تحصیل ہے جو کہ آبادی کے لحاظ سے اور آمد کے لحاظ سے ہمارے ضلع کی ایک اہم تحصیل ہے۔ اگر اس کو ہم ضلع کا درجہ دیں تو انتظامی لحاظ سے ہمارے لوگوں کو بڑی آسانی پیدا ہوگی۔ ہمارے ضلع کیساتھ پچھلی حکومت میں ایک بڑی بے انصافی ہوئی کہ ہمارے ضلع میں 5 سالوں میں کوئی استاد بھرتی نہیں ہوا اور ہمارے بچے تعلیم سے محروم رہے، ہمارے نوجوان جو کہ Overage ہوتے چلے گئے جناب سپیکر صاحب، ہمارے وزیر تعلیم صاحب بیٹھے ہیں، پچھلی حکومت کے ہمارے وزیر تعلیم صاحب، ان کو اس کیس کا پتہ ہے کہ ہمارے ضلع میں ایم ایم اے دور میں 1613 استاد بھرتی ہوئے تھے اور بعد میں جب اے این پی کی حکومت آئی تو ان استادوں کو فارغ کیا گیا، یہ تمام استاد عدالتوں میں چلے گئے، اس کا ہمیں یہ نقصان ہوا کہ نئی بھرتیوں پر پابندی ہوگئی، لہذا میری یہ گزارش ہوگی نئی حکومت سے کہ ان 1613 استادوں کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دیں، ان میں جو کوالیفائیڈ لوگ ہیں، اہل لوگ ہیں، ان کو ضرور بحال کیا جائے اور ان میں جو میرٹ پر نہیں آتے یا کسی سیاسی بنیاد پر اگر وہ بھرتی ہوئے ہیں تو ان کو ضرور فارغ کیا جائے۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ اس سے نئی بھرتیاں ہمارے ضلع میں شروع ہو جائیں گی اور ہمارے بچے، ہمارے نوجوان مزید Suffer نہیں ہونگے اور میرے خیال میں آج وزیر تعلیم صاحب تو ہیں نہیں، اکثر ہمارے وزراء صاحبان غیر حاضر ہیں تو اگر یہ میرا پوائنٹ وہ نوٹ کریں تو اس سے ہمارے ضلع کو کافی نقصان سے بچایا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، میں ایک چیز کی طرف آپ کا دھیان ضرور مبذول کرونگا کہ ہمارا ڈی آئی خان پشاور سے 170 میل کے فاصلے پر ہے اور یہی فاصلہ ہمارا ڈی آئی خان سے ملتان تک ہے۔ ہمارے ضلع میں ہیلتھ سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، جس طرح زرین گل خان نے ایوب میڈیکل کالج کا ذکر کیا تو ہم تو ایبٹ آباد کو بدرجہا بہتر سمجھتے ہیں لیکن جب وہاں پر یہ حالات ہیں تو آپ خود سوچیں کہ ڈی آئی خان میں کیا حالات ہونگے؟ تو وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں،

جو دور افتادہ علاقے ہیں جس طرح کوہستان ہے، جس طرح دیر ہے، جس طرح ٹانک ہے، ڈی آئی خان ہے، جس طرح لکی، بنوں ہے تو اس بجٹ میں وہاں پر ہیلتھ کی سہولیات زیادہ مہیا کی جائیں تاکہ جو سیریس مریض ہیں، وہ ہمارے ڈی آئی خان سے جب پشاور آتے ہیں یا ڈی آئی خان سے جو ملتان جاتے ہیں تو حقیقت میں ان میں بہت کم لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جو پشاور تک پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں، اکثر راستے میں یا تو مر جاتے ہیں اور یا بے چارے تڑپ تڑپ کر پشاور کا انتظار کرتے ہیں تو وزیر خزانہ صاحب میرے خیال میں اس بات کا ضرور احساس کریں گے کہ جو دور افتادہ علاقے ہیں تو ان کیلئے میرے خیال میں ہیلتھ سہولیات کا بے حد زیادہ ہونا ضروری ہے۔ میں ایک تجویز جناب سپیکر، آج تو چیف منسٹر صاحب ہیں نہیں، لیکن میرے خیال میں اسرار خان بار بار کہتے ہیں کہ Cabinet collectively responsible ہے، ہمارے جتنے بھی محکمے ہیں، خواہ وہ تعلیم کا ہے، صحت کا ہے، پولیس کا ہے، ایریگیشن کا ہو، سی این ڈبلیو کا ہو، تو انگریز کی حکومت نے ایک پالیسی بنائی تھی کہ جو بھی کلاس ون آفیسر ہو گا، وہ اپنے ضلع میں کام نہیں کرے گا، وہ دوسرے ضلع میں کام کرے گا کیونکہ جب وہ اپنے ضلعوں میں کام کرتے ہیں تو ان کے رشتہ دار اور ان کے دوست ان کے راستے میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اگر دوبارہ یہی پالیسی بحال کی جائے اور ہمارے اکثر کلاس ون افسران جو کہ اپنے ضلعوں میں کام کر رہے ہیں، وہ اگر دوسرے ضلعوں میں کام کریں تو میرے خیال میں آدھی برائیوں کا مداوا ہو جائے گا، یہ میری ایک گزارش ہے، میری ایک Suggestion ہے۔ ہماری نئی حکومت ہے، ہماری دعا ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب اس صوبے کے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوں، ہمارا ان کیساتھ تعاون بھی ہو گا، ہماری دعا بھی ہو گی۔ ہمارے صوبے کے جو حالات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ ان کو حل کرنے میں کامیاب ہوں۔ وزیر صحت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے ہسپتالوں کا بڑا Chronic مسئلہ ہے، ان کو بڑی چستی سے کام کرنا پڑے گا۔ ان کے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں خاصکر جو ہمارے سپیشلسٹ ڈاکٹرز ہیں، یہ کام کرنے کو ترجیح نہیں دیتے ہیں، ہسپتالوں کو وقت نہیں دیتے ہیں تو ہماری ان سے بھی درخواست ہو گی کہ وہ اس قسم کی پالیسیاں بنائیں تاکہ صوبے کے عوام ان کو دعائیں دیں اور آج تک جو محرومیاں ہیں، ان کا ازالہ ہو سکے۔ میری دو تین یہی گزارشات تھیں سپیکر صاحب، میں زیادہ وقت آپ کا نہیں لیتا۔ مجھے وقت دینے پر میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ بڑی مہربانی، تھینک یو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب منور خان ایڈوکیٹ صاحب۔

(تالیاں)

جناب منور خان ایڈوکیٹ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ Thank you Mr. Speaker۔ سپیکر صاحب، زه خپل تقریر د منسټر فنانس د خواهشاتو مطابق شروع کوم او د منسټر صاحب خواهش دا وو چې ته به خپل تقریر په خپله ژبه کښې کوې او مروت والا ژبه کښې به کوې خو بهرحال که په دې ژبه باندې زما نه څه کسانو ته تکلیف وی نو هغه ګیله به صرف د منسټر صاحب نه کوی۔ سپیکر صاحب، تقریرونه تقریباً په دې بجټ باندې ډیر وشول خو په دې ټائم باندې زه یو چونکا دینے والی یو خبر تاسو ته په دې موقع باندې پیش کوم او حقیقت دا دے چې ډیره د افسوس خبره ده چې په دې ایوان کښې ځلور ممبران چې هغوی په بائیکاټ باندې دی او هغوی دې ایوان ته نه راځی، د هغوی نومونه هم زه ستاسو په مخ کښې اخلم چې په هغې کښې یو مظفر سید دے، سعید ګل صاحب دے، ملک بهرام خان دے او محمد علی صاحب دے، دا ځلور واړه ملګری او که دا کسان چرته په دې ایریا کښې، د دې اسمبلئ په دې ځائے کښې موجود هم وی نو زه خپل ملګرو ته اپوزیشن والا ته هم دا درخواست کوم چې هغه کسانو سره ملاؤ شی او هغه دې ایوان ته راولئ او د هغوی ګیلې هم دی، ګیلې ئے هم بالکل جائز دی نو سپیکر صاحب، ډیره د افسوس خبره ده چې نن دا ځلور واړه کسان چې په حکومت کښې حصه دار هم دی او هغه په دې وجه باندې دې اجلاس ته نه راځی چې هغوی وائی چې مونږ سره زیاتے شوے دے او د فنډ په لحاظ سره هغه ګیلې شکوې کوی، نو زه خپلو ملګرو ته دعوت ورکوم، دا درخواست ورته کوم چې د اسمبلئ بائیکاټ د نه کوی، مونږ دلته اپوزیشن کښې ناست یو، د هغوی د پاره به مونږه خپل آواز وچتوؤ (تالیاں) او چې څه رنګه د دوئ سره زیاتے شوے دے، دغه شان د ټول اپوزیشن والا سره دا زیاتے دے خو زمونږه کار دا نه دے چې د اسمبلئ نه بائیکاټ وکړو یا اسمبلی مونږه پرېږدو، مونږ به خپل احتجاج د اسمبلئ په فلور باندې، هغه میډیا والا حضرات هم ناست دی، مونږ به خپل آواز، خپل احتجاج د اسمبلئ په فلور باندې وچتوؤ نو دا یو ځل بیا

هم هغه کسانو ته زما دا ریکویسټ دے چې د اپوزیشن بنچونو باندې د راشی، مونږ سره د کښینی او ان شاء الله دا یقین ورکوؤ چې کوم زیاتے د دوئ سره شوے دے، هغه به ان شاء الله تعالیٰ د حکومت نه مونږ په زور باندې، خیر دے که زمونږه اپوزیشن والا ته نه شی ملاؤ، د دوئ د پاره به هم مونږه جهګړه کوؤ۔

(تالیاں) زه خپل تقریر د ایجوکیشن نه شروع کوم جناب سپیکر صاحب، او که دا فنانس منسټر صاحب مونږ ته لږه توجه وکړی، توجه غواړو، پرون ما ته جناب سپیکر صاحب، یو میسج ملاؤ شو چې دې تیرو ورځو کښې چې د میټرک دا کوم ریزلټ وتلے دے، په هغې کښې Top ten or twenty، Top ten او Twenty چې ورته وائی، زرین ګل خان چې کومه خبره وکړه، په هغې Twenty کښې، په هغه Top ten کښې یو کس هم د ګورنمنټ سکول والا نشته۔ هغوی ما ته خپل یو Suggestion دغه کړو چې یره بهئی څومره د سکولونو هیډ ماسټرز دی، د هغوی خلاف د ایکشن واخستے شی چې آیا دا پبلک سکولونه خو چې څومره دی، په هغې کښې خو Top ten والا هم راځی او Twenty والا هم راځی او د ګورنمنټ والا سکولونه چې کوم دی، هغه بالکل لاندې راروان دی او بله هم دا د افسوس یوه خبره ده چې زمونږه د ایجوکیشن منسټر او بعض نور منسټران هم په دې ایوان کښې موجود نشته، د پی ټی آئی د تبدیلئ خو نن د دې ځائې نه هم پته لګی چې د دوئ څومره دلچسپی ده په دې ایوان کښې چې د بجټ په ورځو کښې هم منسټران موجود نه دی؟ اپوزیشن نن د دوئ سره چې کوم کوآپریشن کوی، هغه چې کوم تجاویز ورکوی، د افسوس خبره ده، د ریونیو ډیپارټمنټ منسټر په ایوان کښې، د بجټ ټائم کښے هم موجود نه وی نو د هغوی نه به مونږ د تبدیلئ کوم امید لرو؟ جناب سپیکر صاحب، د ایجوکیشن په باره کښې چې څومره فنډونه په دې بجټ کښې ورته مقرر شوی دی، زما جناب فنانس منسټر ته دا ریکویسټ دے، درخواست دے چې دا بلډنګونه، دا پرائمری سکولونه، دا هائی سکولونه، دا موجوده په دې بجټ کښې دا سکولونه ترې وباسه، دا هائی سکولونه ترې وباسه، زما صرف دا یو Suggestion دے چې دا کوم پرائمری لیول ایجوکیشن په دې صوبه کښې دے او کوم تباهئ طرف ته روان دے، نن چې چا ته سروس نه ملاؤیږی نو د هغه دا کوشش دے چې یره بهئ

پرائمری ټیچر بھرتی شه، هغه یو ټائم کښې خو په ایوان کښې هم دا پرائمری والا داسې سټیج ته راغلی وو چې ایم پی اے ګانو ته به د پرائمری ټیچرانو کوټې ملاویدې۔ هلته به چې نور روزګار نه ملاویدو نو پرائمری ټیچر به ئے بھرتی کړو۔ جناب سپیکر صاحب، نن زمونږه بچی که هغه د ایف ایس سی لیول دی، که هغه د بی ایس سی لیول دی، که هغه د ایم ایس سی لیول دی، هغه نن په دې صوبه کښې دومره په ګڼ تعداد باندې موجود دی او بې روزګاره دی، حقیقت دا دے چې که چرې د دغه شی د پاره دغه طرف ته توجه ورکړو چې د پرائمری کوالیفیکیشن صرف ایف اے دے او بیا چې کوم دے ایلیمنټری کالجونه دی، د هغه چې کوم ټیچنګ سټاف دے، هغه د سټینډرډ نه دے نو زما دا ریکویسټ دے، دا Suggestion دے، Proposal دے چې د پرائمری لیول ټیچر د پاره، د هغه د پاره دا کوالیفیکیشن کم از کم د بی ایس سی لیول پکار دے چې زمونږه Basic نه وی Strong شوے، زمونږ بنیاد نه وی ټھیک شوے او د هغې نه بعد چې دا کومه تاسو د سلیبس خبره کوئ چې یره زمونږ په دې صوبه کښې به Equal education، نو Equal education خو د ایف ایس سی پورې تقریباً د ټولو یو دے، که هغه ایف ایس سی څوک نان میډیکل وائی، که څوک میډیکل وائی، هغه سټینډرډ خو تقریباً یو دے خو ته نن د پبلک سکول د یو اول کلاس، د Prep والا بچی سلیبس ته راواخله او ته د ګورنمنټ پرائمری سکول هغه سلیبس راواخله، هغه ټیچر د هغه پرائیویټ سکول والا سلیبس، په دې پوهیږی نه چې دا به زه پړهاؤ کوم څنګه؟ نو د دې د پاره زما دا ریکویسټ دے چې د پرائمری ټیچر کوالیفیکیشن سټینډرډ د وچت کړی نو هله به ان شاء الله و تعالیٰ د دې پرائمری سټیج نه، چې کوم زمونږه ایجوکیشن دے، هغه به هله بهتر کیږی او دغې سره زه سراج الحق صاحب ته دا یوه خبره کوم چې مخکښې د لکی کالج د پاره یو کیډټ کالج منظور شوے وو او نن په اے ډی پی کښې د هغه کالج ذکر ما ته چرته ښکاری نه، ښکاری خو به څکه نه وایم چې زه به دې مروتو کښې چې خبره کوم چې هغه په اے ډی پی کښې ما ته چرته د نظر لاندې نه راځی چې آیا هغه کیډټ کالج چرته بل خوا لاړلو نو زما ریکویسټ دے چې کم از کم مخکښې دور کښې چه کوم کیډټ کالج د لکی مروت د پاره منظور شوے وو، د هغې د

هم لږ مونږ ته وضاحت وکړی چې هغه کیډټ کالج کوم خوا ته لاړو؟ جناب سپیکر، دویم ډیپارټمنټ چې کوم د هیلتھ ډیپارټمنټ دے، نن په دې بجټ کښې ټول زور زمونږه په دې پیښنور کښې چې کوم هسپتالونه دی، په هغې باندې مونږه زور لګولے دے او جاوید اکبر خان تاسو ته خبره وکړه چې د ډی آئی خان نه یو مریض پشاور ته راځی نو ته خپله سوچ کوه چې هغه پشاور ته په رسیدو باندې هم په لاره کښې 'ایکسپائر' شی۔ د مخکښینې ګورنمنټ هم دا پالیسی وه چې د بی ایچ یو چې کوم یو سسټم وو، هغه Totally failed دے او زما خیال دے چې څومره دا ایم پی اے ګان دلته ناست دی او په هغه حلقه کښې چې څومره بی ایچ یوز دی، په هغې کښې یو ډاکټر هم نشته، زما دې هیلتھ منسټر صاحب ته دا یو Suggestion دے چې هر کال، که هغه د پشاور میډکل کالج دے، که هغه د ایبټ آباد میډیکل کالج دےاو چې څومره پرائیویټ میډیکل کالجونه دی، هر کال په سوګونو، په زرونو باندې دا میډیکل ډاکټران فارغیږی او اوسه پورې زمونږه بی ایچ یوز، آر ایچ سیز ټول خالی پراته دی، زما هیلتھ منسټر ته دا هم یو Proposal دے، Suggestion دے چې د هر ډسټرکټ چې څومره ډاکټران په دې پشاور کښې پراته دی، هغه د خپل ډسټرکټ ته ټرانسفر کړی او په هغې کښې زما هم قصور شته، زمونږه د ایم پی اے ګانو هم قصور شته ولې چې هغه ډاکټرز چې کله د پشاور نه ټرانسفر کوې نو هغه په سفارش باندې شروع شی او خپل ځان بیا په پشاور کښې پاتې کړی، هغه به په پشاور کښې ډیوټی صرف د دې د پاره کوی چې زما بچی دلته په دې پشاور کښې تعلیم حاصلوی، د هغه سره دا فکر نشته چې تا خو ایف ایس سی د لکی نه کړې ده، Medical facilities تا ته کالج درکړی دی او نن ته سروس په پشاور کښې کوې نو زما هیلتھ منسټر ته دا ریکویسټ دے چې د هر ډسټرکټ چې څومره د لوکل ډسټرکټ ډاکټران دی، هغه د خپل ډسټرکټ ته لاړ شی نو هله قدرې به دا، د دې بی ایچ یو چې کومه کمی ده، هغه به ان شاء الله و تعالیٰ په دې صورت سره پوره کیږی۔ جناب سپیکر صاحب، مخکښې چې کومه ما خبره وکړه چې دا کوم ملګری خفه دی، دغسې دا اپوزیشن والا کسان هم او په دیکښې به زما خیال دے ټریژری بنچ والا کسان هم په دې باندې د ناراضګئ اظهار یقینی کوی، ولې چې د هغه علاقې د پاره چند

مخصوص ډسټرکټس چې کوم دی، د هغې د پاره صرف د Road facilities ملاؤ شوی دی او نور چې ځومره ډسټرکټس دی، په اے ډی پی کښې د هغې بالکل ذکر هم نشته۔ نو زه به فنانس منسټر ته دا ریکویسټ کوم چې دا جنوبی اضلاع هم د دې صوبې یوه حصه ده او په دې موجوده بجټ کښې چې ځومره پورې دا ضلع، دا علاقه، دا جنوبی اضلاع چې ځومره په دې بجټ کښې Ignore شوی دی، ما په تاریخ کښې، په هسټری کښې بل ځائے کښې په بل بجټ کښې دا سې چرته نه دی لیدلی او که چرته مونږ هم دې ځیز ته مجبوره کوئ چې مونږه هم د خپلې صوبې علیحده یوه بله، د خپلې صوبې هم ډیمانډ وکړو ولې چې نن د کومې ضلعې نه چیف منسټر جوړیږی نو هغه ضلع به ترقی کوی او باقی چې ځومره ضلعې دی، هغه به ټولې مایوسه او Ignore پاتې کیږی نو په دې سټیج باندې زه به هم د دې د پاره د خپلې جنوبی اضلاع ملګرو سره هم دا مشوره کوم چې زمونږه د خپلې جنوبی اضلاع صوبې مطالبه به هم جائزه وی، که چرته مونږ سره دغسې Behaviour او دغسې رویه کیدله نو زمونږه به هم مجبوری وی چې مونږ ته هم د خپلې جنوبی اضلاع صوبې، د یو بلې صوبې اعلان وشی۔ (تالیاں)

جناب سپیکر صاحب، فنانس منسټر صاحب ته د تبدیلۍ په باره کښې زه یو Proposal ورکوم خاصکر د ایجوکیشن په باره کښې چې په دې صوبه کښې چې ځومره ګرلز سکولونه دی، هغه تقریباً ټول بند دی، د دې استاذانې، د دې ټیچرې ټولې په سټی کښې چې ځومره سکولونه دی، په هغې کښې ډیوټیانې کوی او نور چې ځومره دیهاتونه دی، Villages دی، په هغې کښې ټول د ګرلز چې ځومره سکولونه دی، هغه تقریباً ټول بند دی۔ مخکښې دې حکومت یو سکیم شروع کړے وو چې هغوی به دې زنانو ته د بهر سکول د کنوینس بندوبست ئے کړے وو نو چې په کومه ایریا کښې، په کوم یونین کونسل کښې به هغه سکولونه وو نو هغه ټیچرز به ئے د کور نه، د Pick and drop یوه Facility ئے ورکړې وه نو دغسې صورت سره به دا سکولونه او دا ټیچرې په ډیر ټائم باندې سکول ته هم رسیدلې او واپسی به ئے هم کوله، نو پته نشته چې بابک صاحب دوئ نه بعد هغه سسټم، هغه ځیز بند کړو، ولې په دې باندې خو کیدے شی خرچه هم ډیر راتله۔ نو زما دا یو Suggestion دے چې کم از کم او خاصکر دا ګرلز سکولونه

چې کوم دی او دا میل سکولونه دی، که د دغه خلاف تاسو چرته دا ایکشن، داسې کارروائی شروع کړی، دا سکولونه کهلاؤ شی، دا سکولونه بند دی۔ نن ټیچران، د پرائمری ټیچر چې څومره تنخواه ده، ته به سوچ نه شې کولې چې جناب سپیکر صاحب، د هر پرائمری ټیچر د 20 هزار نه، د 25 هزار نه کمه تنخواه نشته او یو پرائیویټ پبلک سکول کښې یو ایم ایس سی او د بی ایس سی ټیچر 8 هزار یا 9 هزار روپۍ تنخواه اخلی۔ زما دا ریکویسټ دے چې کم از کم په دغې باندې هم لږ سوچ وکړی او فکر وکړی۔ جناب سپیکر صاحب، د ایجوکیشن په باره کښې چې کوم اے ډی پی خاصکر دا هائر ایجوکیشن په باره کښې، دې اے ډی پی کښې د کالجز بالکل چرته هم ما داسې کالج ونه لیدو، چرته نیو کالج په دې اے ډی پی کښې ذکر وی۔ جناب سپیکر صاحب، مخکښې د اے این پی په دور کښې هم تقریباً 15، 20 نیو کالجز به په هره اے ډی پی کښې راتلل او دې سره به زمونږه بچی، چا ایم ایس سی کړې ده، چا ایم اے کړې ده، په هغې سره به دا بې روزګاری هم ختمیدله خو زه په دې باندې حیران یم چې دې موجوده حکومت په دې کالجونو باندې، په نیو کالجونو باندې پابندی ولې لګولې ده، په دې اے ډی پی کښې د دې ذکر ولې نشته؟ نو زما به دا هم Proposal وی، Suggestion وی چې نن دومره زیاته بې روزګاری ده چې کوم ایم ایس سی او ایم اے لیول بچی دی، هغه بې روزګار ګرځی او که حکومت هم دا کار ورسره شروع کړی چې هغه په کالجونو هم، په نیو کالجونو باندې هم پابندی ولګوی نو زما دا ریکویسټ دے جناب سپیکر صاحب، چې دا نیو کالجونه د په اے ډی پی کښې شامل شی چې د دې سره دا بے روزګاری هم ختم شی۔ جناب سپیکر، په اخره کښې زه د یو ډیپارټمنټ خبره کوم او هغه هم ډیره ضروری ده۔ جناب سپیکر صاحب، په دې مخکښې دور کښې ما په دغه کرسئ باندې چې دا اوس ما ته کومه الاټ شوې ده، په دغه ځائے باندې ما سپیکر صاحب ته دا ریکویسټ کړے وو چې جناب سپیکرصاحب! د یوې کمرې Estimate چې کوم سی اینډ ډبلیو والا لګولے دے، هغه 9 لاکه روپۍ دے، (مداخلت) یو منټ، نو سپیکر صاحب! په دغه کرسئ باندې چې سپیکر صاحب ناست وو نو هغوی ما ته په جواب کښې اوویل چې نه منور خانه، 9 لاکه روپۍ

نه دے ، د یوې کمرې Estimate 13 لاکھ روپئ دے او ما په دغه ټائم باندې، په هغه وخت باندې ما دا چیلنج کړو چې زه مکمل پرائمری سکول، په 20 لاکھ روپئ باندې 'کمپلیټ' پرائمری سکول ورته جوړولو باندې تیار یم۔ (تالیاں)
آیا د دې ملک سره، بدنام خو ایم پی اے دے چې هغه ته فنډ ملاؤ شو او هغه پکښې خرد برد کوی، جناب سپیکر، په 13 لاکھ روپئ باندې کمره دا څوک سوچ هم نه شی کولے ، دا تصور هم نه شی کولے ، آیا په دې باندې ماربل لګیږی، په دیکښې کوم داسې څیزونه لګیږی چې دوئ ئے 13 لاکھ روپئ Estimate جوړوی؟ او جناب سپیکر صاحب، که څومره پورې مونږ دا سی اینډ ډبلیو ډیپارټمنټ په کنټرول کښې وانخستو، نن هر ډیپارټمنټ په دې باندې سوچ کوی چې اخر زه هم د دې صوبې محکمې یو نوکر یم او percent 20 بلکه 40 percent ته کمیشن رسیدلے دے او بدنامی د چا ده؟ بدنامی ئے صرف د ایم پی اے ده۔ میډیا والا ایم پی اے پسې لګیا دی چې دا فنډز خرد برد کوی او د دې ډیپارټمنټ د پاره سوچ نه کوی چې آیا ما ته چې کله د ایم پی اے TSP دو کروړ روپئ ملاویږی او هغه چې percent 30 او percent 20 سی اینډ ډبلیو ډیپارټمنټ ترینه ایډوانس کمیشن کټ کړی نو زه دا ریکویسټ کوم چې د دې د پاره چرته داسې، او بل یو ریکویسټ دا دے چې جناب عالی، ټینډر فارم چې کوم ملاویږی د سی اینډ ډبلیو په دفتر کښې، هغه چې ما ته هم تکلیف وی، هر هیډ کلرک ما پسې لګیا دے ، هر هیډ کلرک خپل ایم پی اے پسې لګیا دے چې ما فلانی ځائے ته ټرانسفر کړه، یو خو به دا ایم پی اے د دې مصیبت نه بچ شی، زما منسټر صاحب ته دا Suggestion دے چې دا ټینډر فارمونه د Through Bank کړی چې چرته څوک هم د ټھیکې ایډورټائزمنټ کیږی، ټینډرې راځی، بینک ته د ځی، بینک نه د ټینډر فارم اخلی، نو کم از کم دا کسان چې کوم هیډ کلرکس دی او دا کومه مافیا ده په دې سی اینډ ډبلیو ډیپارټمنټ کښې، دا به کم از کم، زه به هم ترینه بچ شم، زه به هم د سفارشو نه بچ شم او هر ټھیکیدار به بس بینک ته ځی او خپل ټینډر فارم به اخلی۔ زه په اخره کښې د منسټر صاحب ډیره شکریه ادا کوم او ان شاء اللّٰه و تعالیٰ د اپوزیشن ټول ملګری به چرته هم داسې تاسو ته په لاره

کښې رکاوټ نه جوړیږی چې هغه تاسو د دې صوبې د پاره چې کوم کوشش کوئ، ان شاءالله مونږ به ستاسو ملاتړ کوؤ، الله مو خوشحاله وساته۔ والسلام۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: مهربانی جی۔ سپیکر صاحب، زه به شکریه ادا کوم ستاسو۔ سپیکر صاحب، زه د دې هاؤس په نوټس کښې یوه ډیره اهمه خبره راوستل غواړم۔ سپیکر صاحب، ستاسو دا کرسئی چې ده، د انتخاب نه مخکښې هم ما دا خبره د دې ټول هاؤس په نوټس کښې راوستې وه چې دا کرسئ چې ده، دا ډیره زیاته غیر جانبداره ده او دې کرسئی ته د بزنس رولز په ژبه کښې 'Custodian of the House' وائی۔ سپیکر صاحب، دلته ټول عمر روایات دا پاتې شوی دی چې کله به سپیکر د ملک نه بهر وو او خدائے مه کړه سپیکر صاحب به بیمار وو نو بیا به ډپټی سپیکر سیشن او اجلاس Preside کولو، نن دریمه ورځ ده چې زمونږه سپیکر صاحب، منتخب، هغه دلته موجود دے، هغه بهر نه دے تلے، خدائے مه کړه هغه بیمار نه دے او ما چې دا خبره په اولنی اجلاس کښې کوله نو زما تحفظ وو او هغه تحفظ دا وو چې د دنیا په تاریخ کښې د سیاسی جماعت دومره لوئے عهدیدار چې دے، چې هغه له دا منصب ورکړی، بې شکه د ورله ورکړی خو ما په هغه ټائم باندې دا خبره وکړه چې د هغې منصب نه د استعفیٰ ورکړی۔ سپیکر صاحب، دا ډیره زیاته د افسوس خبره ده چې نن زمونږ سپیکر صاحب په صوابئ کښې خپل وررور ئے الیکشن ته ولاړ دے او د بجټ دا دومره اهم اجلاس روان دے، د دې نوی حکومت وړومبے اجلاس روان دے، مونږ د دې هاؤس په لویو مفادو کښې چې د هغوی په نظر کښې د هاؤس دا بزنس چې دے، دا اهمیت نه لری او سپیکر د دنیا په تاریخ کښې په اولنی ځل باندې بهر داسې Activities کوی، لکه د حکومت چې منسټر وی۔ لهذا سپیکر صاحب، د دې هاؤس په لویو مفادو کښې مونږه اپوزیشن دا فیصله کړې ده چې مونږه به ټوکن واک آؤټ وکړو ځکه چې دا خبره د هاؤس په مفادو کښې هم نه ده او د دې صوبې په مفادو کښې هم نه ده۔ سپیکر صاحب، ډیره زیاته مهربانی۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): خبره خو اوریدل پکار وو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو یو منټ، د اپوزیشن والا ته ریکویسټ کوم، که یو منټ تاسو کښینئ او دا خبره واورئ جی۔

وزیر صحت: دا ډیره د افسوس خبره ده۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: چې اپوزیشن خپله خبره وکړی، سپیکر هم د یوې حلقې نه منتخب، خلقو ورله ووټ ورکړے دے خو زما خیال سره دا خبره اول خو سړے واوری چې وجه څه ده چې هغه دلته ایوان کښې نشته؟ یو خو دا ده چې سپیکر صاحب، د هغه خپل څه کورنی پرابلمز دی، د کورونو د پرابلمز د وجې نه هغه په چهټئ دے او دا نه ده، او دا خبره بالکل زه Deny کوم چې هغه دا اوئیل چې د خپل ورور د پاره Election campaign چلوی، حالانکه د هغه ورور ته لا ټکټ نه دے ملاؤ، نه داسې څه خبره شته۔ یو خو دا حق څوک نه شی اخستے ځکه چې هغه هم د یوې حلقې نه راغلے دے، که نن هغه په خپله حلقه کښې هم ناست وی، د چا خبره اوری یا د خپلې حلقې خلقو سره ملاویږی نو دا آئینی قانونی حق دے، دا هغه نه څوک نه شی منع کولے۔ سبا به هغه بیا الیکشن ته ودریږی د هغه حلقې نه، خو زه ډیر افسوس سره دا خبره کوم چې سړے تحقیق وکړی او دا تاسو څنګه، دا ټول چې څنګه معزز ممبران دی، د هر سړی خپل حق دے، څوک به لس ورځې چهټی اخلی، څوک به پینځه ورځې چهټی اخلی، داسې د هغه کورنی پرابلمز دی، هغه په چهټئ دے نو زما هغوی سره، په دې دومره اپوزیشن له دغسې Role ادا کول نه دی پکار۔ هغه Custodian of the House دے، د هغه عزت پکار دے، داسے سرعام او کومه حده پورې چې د هغه د صوبائی صدارت خبره ده، هغه به اوس Party decide کوی او ان شاء اللّٰه و تعالیٰ ډیر زر به Decide کړی ځکه چې دا خبره د هغه سره نه ده، دا د پارټئ سره ده۔ پارټئ هغه مجبوره کړے دے چې ته اوسه پورې دا خپله عهده د ځان سره وساته نو کله چې ان شاء اللّٰه پارټی فیصله وکړی، د هغې باره کښې به ایوان بالکل آګاه کړو۔ ډیره مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دې دوه کسانو ته ریکویسټ کوم، شوکت یوسفزئی صاحب شوا و اسرار اللہ گنڈاپور صاحب، مهربانی وکړئ تاسو لږ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ معراج ہمایون صاحبہ۔

محترمہ معراج ہمایون خان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ۔
Thank you very much, Mr. Speaker for giving me a chance to show my appreciation for my colleagues & the treasury benches, who produced and gave to us a very balanced budget, free of new taxes, increased salaries for the working people and no extra burden on anybody, well increase in every sector of the development programme. It is only experienced people like our Finance Minister, our Chief Minister and our Senior Minister from Qaumi Watan Party, who can sit together and think in a mature manner in a very short time to come up with the budget that was read out to us and that was distributed to us. Our full applause and our full appreciation, they deserve all encouragement and all appreciation for this. (Applause) The conditions that we are in this Province with bomb blasts everyday and killing everyday.

میں اور بھی ان کو Appreciate کرتی ہوں کہ ایسے ذہنی دباؤ کے نیچے اور اتنے قلیل عرصے میں اور جب ہماری Dependence فیڈرل گورنمنٹ پر ہو ہمارے وسائل کیلئے، تو ایسا بجٹ لانا بہت ہی مشکل کام ہوتا ہے لیکن یہ ہمارے سینیئر منسٹرز، ان کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اگر اپوزیشن بنچوں کی بات، ہم یہ مان بھی لیتے ہیں کہ انہوں نے ایک پرسنٹ اس پر کام کیا ہے، جیسا کہ ہمارے ایک معزز Colleague نے کہا، تو وہ ایک پرسنٹ بھی اتنا Heavy ہے، اتنا کافی ہے کہ اس نے اس بجٹ کو Balanced کر دیا ہے اور ہمارے لئے قبول کرنے کا موقع دیا ہے اور ہمیں فخر کرنے کا موقع دیا ہے۔ سپیکر صاحب، میں آپ کا شکریہ اور بھی ادا کرتی ہوں کہ ایک ممبر کی حیثیت سے آپ نے مجھے ایک حق دیا کہ ایک طرف تو میں خراج تحسین پیش کروں اور Appreciate کروں اپنے Colleagues کو، لیکن دوسری جانب You gave me a right to submit very humbly few recommendations, which I feel as a Member of this Parliament and being a representative of the people of my constituency and all the women, I can put before this august House, some recommendations, which I hope my colleagues in the Finance will consider sympathetically and try to

include them as much as possible۔ میرے پاس تین سیکٹرز ہیں، پہلے والا پر بحیثیت خاتون میں بات کرنا چاہتی ہوں کیونکہ جہاں میں نے اس کو ایک عوامی بجٹ قرار دے دیا ہے لیکن دوسری جانب میں ایک خاتون کی حیثیت سے جب اس کو دیکھتی ہوں تو یہاں پر مجھے تھوڑی سی کمی نظر آتی ہے جس پر میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ I was disappointed when no female Minister name was announced، ایک ایسا صوبہ جہاں پر ہم فخر کرتے ہیں اپنی چھوٹی بچی ملالہ پر، جس نے ہماری قوم کیلئے ایک نوبل پرائز تک ہمیں پہنچا دیا ہے تو کیا اس اسمبلی کے اندر اتنی خواتین کی موجودگی میں کوئی ملالہ نہیں تھی؟ کوئی بھی اس قابل نہیں تھی کہ اس کو منسٹر بنایا جائے؟ اگر گورننس کا معاملہ ہے اور منسٹرز کو کم کرنا تھا، کیبنٹ کو کم کرنا تھا لیکن عورتوں کی قربانی کیوں دی گئی؟ ایک خاتون کو کیوں ہٹا دیا گیا؟ 15 منسٹرز اور پھر 10 سپیشل اسسٹنٹس اور ایڈوائزرز، تو 25 تک تو ہم کیبنٹ لے گئے اور ایک ہماری بہن کو جو 40 سال سے متواتر قوم کی خدمت کر رہی ہے اور ایک پروفیشنل خاتون ہیں تو ان کو صرف سپیشل اسسٹنٹ کے زمرے میں ڈال کر ایک مہربانی تو کی ہے ہم پر کہ چلو ایک خاتون کا نام آ گیا، مراعات بھی ان کو مل رہی ہیں لیکن ان کو یہ رتبہ منسٹر کا کیوں نہیں مل رہا؟ میری گزارش ہے کہ اس کو Correct کیا جائے اور اس خاتون کو ڈاکٹر مہر تاج کو بجائے سپیشل اسسٹنٹ کے ان کو Full fledge Minister کا عہدہ دیا جائے اور ساتھ میں ایک دو اور منسٹرز کو بھی Induct کیا جائے۔ (تالیاں) ایک تو یہ ہمارے ساتھ ذرا ناانصافی ہوئی ہے خواتین کیساتھ۔ دوسرا بجٹ پر نظر ثانی کرتے ہوئے ایک اور Shock جو ملا، وہ یہ کہ ویمن ڈیویلپمنٹ کو سوشل ویلفیئر کیساتھ ملا دیا ہے، ایسا تاثر دیا جاتا ہے اور میں قومی وطن پارٹی کی ممبر ہوں اور جہاں پر ہمیں خواتین کو بہت ہی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے تو میرے لئے مشکل تھا اس کو قبول کرنا کہ ویمن ڈیویلپمنٹ تو ایک Totally different sector altogether، اس سے تاثر ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ 50 فیصد خواتین اس صوبے میں Paralyzed ہیں، وہ Crippled ہیں، وہ Weak ہیں، وہ کمزور ہیں، لاچار ہیں اور ان کیلئے ویل چیئرز چاہئیں، ان کیلئے ہسپتالوں میں بندوبست کیا جائے، ان کو گھروں میں بٹھا دیا جائے، ان کو سلائی کی مشین دی جائے، ہم لاچار اور مجبور تو نہیں ہیں؟ سوشل ویلفیئر کا فنڈ تو معذور اور لاچار عوام کیلئے ہوتا ہے، ہمیں تو ماشاءاللہ، اللہ تعالیٰ نے ساری نعمتوں سے نوازا ہے، We are strong, we are

intelligent, we are capable, we are committed اور ہم نے Prove کیا ہے۔ اگر آپ کی Reasoning یہ ہے کہ عورت ڈیولپمنٹ میں حصہ نہیں لے سکتی، اس کی Advisory capacity اتنی نہیں ہے کہ وہ آکر ایسے جگہوں پر ڈیوٹی ادا کرے تو میں آپ کو اسلام کی تاریخ کی طرف لے جاتی ہوں۔ کیا حضور ﷺ کی ایڈوائزر بی بی خدیجہؓ نہیں تھیں؟ بی بی خدیجہؓ کو آپ بھول رہے ہیں، بی بی عائشہؓ کو آپ بھول رہے ہیں، بی بی فاطمہؓ کو آپ بھول رہے ہیں اور حدیبیہ کے وقت ان کو ایڈوائس دینے والی ایک خاتون تھی امہ سلمہؓ، جب سرور کائنات ﷺ اتنا درجہ دے سکتے ہیں خواتین کو تو ہمارے صوبے میں جہاں پر، اور اس ملک میں جس کو ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کہتے ہیں، وہاں پر خواتین کو کیوں ایسے نیچے لے جایا جارہا ہے؟ (تالیاں) میری گزارش ہے وزیر خزانہ صاحب سے اور چیف منسٹر صاحب سے کہ ویمن ڈیویلپمنٹ کو الگ کیا جائے، ویمن ڈیویلپمنٹ جو ہے، وہ صرف Sewing machine نہیں ہے، وہ صرف سلائی کڑھائی نہیں ہے۔ میری Suggestions میں ویمن کیلئے اس اسمبلی کی، اس اسمبلی میں جہاں پر ہم 22 خواتین ہیں اور ہمارے ساتھ اور بھی آجاتی ہیں سٹاف سیکرٹریٹ سے، ہمارے ساتھ ایک چھوٹا سا ڈبہ ہے، ایک چھوٹا سا کمرہ ہے اور ایک ہی واش روم ہے، ہمیں Facilities, Women Development, Gender Development کا مطلب یہ ہے کہ Facilities ہر جگہ ہونی چاہیئں تاکہ خواتین بھی اسی طرح Efficiently کام کرسکیں جس طرح مرد حضرات کرتے ہیں۔ تو سیکرٹریٹ میں اور پبلک بلڈنگز میں خواتین کیلئے Facilities provide کرنا ویمن ڈیویلپمنٹ ہی کرسکتا ہے۔ ایک خاتون ہی آکر اپنے مسائل کیلئے حل ڈسکس کرسکتی ہے، اپنی Recommendation دے سکتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ مرد میں یہ Capacity نہیں ہے لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ مرد حضرات کی سوچ عورتوں سے مختلف ہے، ہماری Needs اللہ تعالیٰ نے مختلف بنائی ہوئی ہیں، ہم میں جو قوت ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہوئی ہے اور اس قوت کو آگے لانا ہے تاکہ ملک ترقی پر گامزن ہوجائے۔ (تالیاں) ہمیں ٹرانسپورٹ چاہیئے، خواتین کو ٹرانسپورٹ چاہیئے، بہت سی ہماری بچیاں بہت اہم Role ادا کرسکتی ہیں لیکن ٹرانسپورٹ کی وجہ سے گھروں سے ان کو اجازت نہیں مل رہی۔ نہ ٹیچرز بن سکتی ہیں، نہ ڈاکٹرز بن سکتی ہیں، نہ نرسنگ کیلئے آسکتی ہیں، نہ Banks میں کام کرسکتی ہیں تو ہمیں ٹرانسپورٹ چاہیئے۔

ہماری وہ خواتین جن کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور وہ کام کیلئے آرہی ہیں، ان کے Infant بچوں کیلئے اور Toddlers کیلئے Creches چاہئیں دفتر کے اندر، بینک کے اندر، جہاں پر بھی وہ کام کررہی ہیں، ان کے بچوں کی حفاظت کیلئے ساتھ ایک نرسری، ایک Creche بنانی چاہیئے۔ ہمارے Home based workers کا کوئی ذکر نہیں ہے، میرے خیال میں 80 نہیں تو 60 percent خواتین ایسی ہیں، خاصکر ڈیرہ اسماعیل خان میں، خاصکر سوات میں، خاصکر ہریپور میں جو گھروں میں بیٹھ کر سلائی کڑھائی کررہی ہیں اور اس قوم کی، اس صوبے کی جی ڈی پی میں ان کو شامل ہی نہیں کیا جاتا۔ ہماری جو ایگریکلچر ہے، اس میں خواتین کا جو Role ہے، لائیوسٹاک میں جو Role ہے، ہمارے بجٹ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ بڑی مہربانی ہوگی، میں عاجزی سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ اس کو شامل کیا جائے۔ پھر ہمارے Crises centres فیڈرل گورنمنٹ نے جس وقت یہاں کھولے تھے، Crises centres اب سوشل ویلفیئر ان چیزوں کیساتھ نہیں ڈیل کرسکتا، یہ ویمن ڈیویلپمنٹ کا الگ ڈیپارٹمنٹ یہ ضروریات ہماری پوری کرسکتا ہے۔ بہت سی خواتین مجبور ہیں، ان کو طلاق دے دیا جاتا ہے، وہ Separate ہوجاتی ہیں، گھر میں ناچاقی آجاتی ہے اور وہ آکر گھروں میں بیٹھ جاتی ہیں، ان کو Legal assistance کی ضرورت ہوتی ہے، ان کو Emotional support کی ضرورت ہے، Crises centres کی اشد ضرورت ہے یہاں پر۔ Young widows، میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ ہمارے پاس بہت ساری ایسی ہیں جو یہ 30 سال سے ہم یہ جنگ لڑرہے ہیں Terrorists کے خلاف، ہماری بہت سی بچیاں Widows ہوگئی ہیں، وہ Jobs کیلئے نکل آئی ہیں، مجبوراً وہ نکل آئی ہیں لیکن ان کو ٹیکس سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جاسکا، اس پر بھی نظرثانی کی جائے۔ وہ خواتین، 'ینگ' خواتین یا ایک بچے کیساتھ کچھ تو War کی وجہ سے، کچھ گھر کے حالات کی وجہ سے وہ گھروں میں آکر Widows بیٹھ گئی ہیں، ان کیلئے ہم نے کیا Offer کیا؟ دوسرا سیکٹر جس کو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو اتنی توجہ نہیں دی گئی، وہ انوائرونمنٹ ہے اور یہ بھی میرے لئے ذرا مشکل تھا، اس کو Accept کرنا کیونکہ آج کل کے زمانے میں انوائرونمنٹ انٹرنیشنل ایک Burrning issue ہے اور اس پر تو ہم جتنا بھی زور دیں، وہ پھر بھی کم ہوگا۔ 'گلوبل وارمنگ' کی ہر جگہ بات ہوتی ہے، ہمارے گلیشیئرز، ہمیں خود بھی پتہ چل رہا ہے کہ پچھلے دنوں پانی اتنا زیادہ اوپر ہوگیا، چونکہ گلیشئرز، دھوپ جو چڑھی اور سورج وہ ہوگیا

تو پانی اوپر آ گیا، اس کیلئے ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہمارے بجٹ میں انوائرونمنٹ کیلئے بہت کم وہ مختص کیا ہے اور وہ بھی صرف EPA کو Strengthen کرنے کیلئے، ٹھیک ہے EPA ایک ادارہ ہے اور اس کو Strengthen کرنا چاہیئے لیکن دو تین پراجیکٹس صرف EPA کے زمرے میں ڈالنا وہ انوائرونمنٹ کو Represent نہیں کرتے، انوائرونمنٹ کیلئے ہمیں، یہ 'گلوبل وارمنگ' کیلئے ایک Strategy بنانی ہے، اس کیلئے کیا کر رہے ہیں؟ ہمارے پشاور کا یہ پانچ چھ سال پہلے جب EPA کے پاس کچھ Facilities تھیں، یہ ٹیسٹ کرانے کی، تو سپین جمات کے باہر جو کاربن مونو آکسائیڈ کا لیول تھا، وہ دس گنا زیادہ انہوں نے دکھایا تھا، جو ایک زہریلی ہوا ہے اور ہمارے لئے بہت مضر ہے، اس کیلئے پھر ہم نے کچھ بھی نہیں کیا، پشاور، صوابی، کوہاٹ، سارے بڑے بڑے شہروں میں ہماری ہوا جو ہے، وہ خطرناک حد تک زہریلی ہو چکی ہے اور اس کیلئے کچھ کرنا چاہیئے۔ پھر ہمارے دریا، ہماری مچھلیاں مر رہی ہیں کیونکہ ہمارے دریا، ہمارے Streams، ہمارے Canals سارے آلودگی میں، سارے گند سے بھر گئے ہیں اور اس کی صفائی کا کوئی خاطر خواہ وہ نہیں ہوا، ڈھیران بنی ہوئی ہیں جگہیں، میونسپل سروسز کہیں بھی نہیں ہیں اور اسی ڈھیران میں ہمارے بچے جو چائلڈ لیبرز ہیں اور جو Street childs ہیں، وہ اسی گندگی کے ڈھیر میں پل رہے ہیں اور ادھر سے کاغذ اور ادھر سے بوتلیں اٹھا کر اور ان کیلئے بھی کوئی یہاں پر بندوبست نہیں ہے۔ ٹریفک، The noise pollution، یہ حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے جو ہمارے دماغ کو، ہماری سوچ کو مفلوج کر رہی ہے۔ پلاسٹک بیگز کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، ہمارے سارے درخت جو ہیں، وہ سرسبز ہونے کی بجائے رنگ برنگے پلاسٹک بیگز سے، دور سے نظر آتے ہیں، ان کی Disposal انوائرونمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ ان کی Disposal یا ان کی Recycling کیلئے کچھ پراجیکٹس بنائے۔ ہمیں Green spaces چاہیئں جو ہمارے پاس نہیں ہیں، پشاور میں ایک ہمارے پاس ڈیفنس پارک ہے اور ایک چاچا یونس پارک ہے، اتنے عرصے میں یہ دو بڑے پارکس ہیں۔۔۔۔

ایک رکن: ناران پارک بھی ہے۔

محترمہ معراج ہمایون خان: اور حیات آباد میں ناران، تو یہ تین پارکس ہیں اور ہمیں ہر جگہ پر، تھوڑے تھوڑے وقفے کیساتھ وہ کرنا ہے۔ بہت عرصے سے ہم یہ Recommend کر رہے ہیں کہ پشاور کا جیل

یہاں سے کہیں اور شفٹ کرکے اگر اس جیل میں ہم پارک بنالیں تو ایک بہت اچھی ڈیویلپمنٹ ہوگی۔ چونکہ ہمارا شہر کافی آلودہ ہوچکا ہے اور ساتھ ساتھ اگر میں یہ بھی کچھ گزارش کرسکوں اور جرات کرسکوں سپیکر صاحب، کہ یہ جو US Consulate ہے جس نے اتنی رکاوٹیں ڈال دی ہیں ہماری Movement میں اور جو خطرہ پیدا کیا ہوا ہے صدر کے ایریا میں، یہ کنٹونمنٹ ایریا میں، اگر اس کو بھی شفٹ کیا جائے تو ہماری Movement ہو جائے۔ ایجوکیشن کے بارے میں تو بہت ہی زیادہ ہیں لیکن شاید ٹائم کی وجہ سے میں وہ نہ کرسکوں لیکن میری ایک جو گزارش ہے سپیکر صاحب اور فنانس منسٹر صاحب، کہ ایجوکیشن کا بجٹ یا ایجوکیشن کے پراجیکٹس جب بھی ہم سوچتے ہیں تو ان کو دو تناظر میں کہتے ہیں، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ سارے بچوں کو Enrol کرے اور پھر ڈراپ آؤٹ ختم کرے، یہ دو Enrolment Objections ہیں میرے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اوپر، یہاں پر ابھی تک ہمارے پاس 45 لاکھ بچے جو Last statistics میں نے دیکھی ہیں، 45 لاکھ بچے ابھی تک باہر ہیں سکولوں سے اور Dropout rate بھی میرے خیال میں 40 فیصد ہے تو اس پر نہیں سوچا گیا۔ اگر ہم 300 سکولز سال میں کھولتے بھی ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں تو 300 سکولوں میں اگر 200 بچے بھی آپ ڈال دیں، یہ یہاں پر تو سب رونا رو رہے ہیں کہ پرائمری سکولز میں دو کمرے ہوتے ہیں یا تین کمرے ہوتے ہیں تو اگر ان میں 200 بچوں کو گھسا بھی لیں تو 2X300 تو ہم 45 لاکھ بچوں کو اندر لاتے لاتے 22، کتنے سال لگیں گے؟ ہم 2015 کی MDGs کو کبھی حاصل نہیں کرسکتے۔ ہمارے بچے اسی طرح سڑکوں پر اور گلیوں میں زندگی گزاریں گے تو میری گزارش ہے کہ ہمیں ایک تعلیمی ایمرجنسی جو ہے جس کو ہم کہتے تو ہمیں 20، 22 ہزار سکولز سالانہ چاہیئں صرف پرائمری لیول پر، تو اس کیلئے ہم نے پرائیویٹ سیکٹر کو بہت Strengthen کرنا ہوگا۔ سارے جو ہمارے پاس ہیں، چاہے این جی اوز ہیں، چاہے مساجد ہیں، چاہے مدرسہ ہیں، چاہے پرائیویٹ سکولز ہیں، اس وقت ہم صرف Enrolment کی بات کریں کہ سب بچوں کو ہم Catch کریں اور اندر لے آئیں اور سب مل بیٹھ کر یہ کام کریں، تو اس کیلئے ہمیں ٹیچرز کی بھی ضرورت ہوگی۔ میرے خیال میں اس وقت ٹیچرز کی ریٹائرمنٹ کا کام ختم ہی ہونا چاہیئے، ٹیچرز ہمارے پاس نہیں ہیں کیونکہ ہائر لیول پر خاصکر فیمیل تو جا ہی نہیں رہی ہیں، ان کی شادیاں ہو جاتی ہیں ایف اے کے بعد اور میٹرک کے بعد، تو جو ہمارے پاس

Existing teachers ہیں، میری Suggestion جو ہو گی سپیکر صاحب کہ ان کو Extension ملنی چاہیئے۔۔۔۔۔

ایک رکن: فیمیل میں۔

محترمہ معراج ہمایون خان: میل فیمیل دونوں میں ہو جائے۔ ہمارے پاس تو سر، Research کیلئے کچھ بھی نہیں رکھا، ریسرچ مانٹیرنگ تو اچھی ہو گی اور مانٹیرنگ، میں فخر کرتی ہوں اپنے general صوبے پر یعنی تھوڑا عرصہ یہ قلمدان میں نے سنبھالا تھا تو سارے صوبوں میں خیبر پختونخوا مانٹیرنگ کے لحاظ سے سب سے اچھا تھا۔ ہمارا EMIS بہت اچھا ہے، بہت Efficient وہ ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ بیس منٹ ہو چکے ہیں، وائنڈاپ کی کوشش کریں۔

محترمہ معراج ہمایون خان: Cities میں Education framework، میں Close کر رہی ہوں، چاہے Child friendly schools ہوں، Equipments ہوں، Teaching aids ہوں اور Minimum wage کی بات ہو رہی ہے، جس کو بہت ہی Appreciate کرتی ہوں کہ آپ نے بڑھا کر 10 ہزار کر لیا ہے، یہ بہت ہی اچھا Step ہے لیکن سر، آپ پھر پرائمری سکولز ٹیچرز کا سوچیں اور خاصکر پرائیویٹ سکولز کا، جہاں پر 2 ہزار اور 3 ہزار تنخواہ ملتی ہے تو ان کا ہم نے کیا کرنا ہے؟ یہ Top ten اور Top twenty کی بات ہوئی تو اس میں پرائیویٹ سکولز آتے ہیں۔ اپوزیشن بنچز پر تو کوئی نہیں ہے لیکن Top ten اور Twenty کا بھی وہ Analysis ہونا چاہیئے، وہی پانچ چھ سکولز ہیں پرائیویٹ سیکٹرز میں جو Top ten اور Twenty پر جا رہے ہیں، اس میں گورنمنٹ سکولز کا کوئی وہ نہیں ہے، ایسا کوئی قصور نہیں ہے۔ گورنمنٹ سکولز میں 60 فیصد بچے جا رہے ہیں جو Low income group کے ہیں اور اچھا خاصا ان کا ریزلٹ آ رہا ہے، اس پر اتنی تنقید نہیں ہونی چاہیئے۔ شکریہ بہت بہت۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ راشدہ رفعت صاحبہ۔

محترمہ راشدہ رفعت: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ بڑی محنت سے متوازن اور عوامی بجٹ بنایا گیا ہے، کم وقت تھا، اس میں اچھی محنت کی گئی ہے۔ اس میں بہت سی

چیزیں تو آگئی ہیں، بہت سے نکات جو میرے ذہن میں تھے اور میں نے کہنے تھے، وہ بہت سے ارکان اسمبلی کی طرف سے آپ کے پاس آچکے ہیں کہ محنت کش طبقہ کیلئے سہولت دی گئی ہے، خواتین کیلئے بہت سی سہولیات ہیں، ریلیف دی گئی ہے، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ بھی کیا گیا ہے اور کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ تعلیم اور صحت کے محکموں میں بھی اچھی پیشرفت ہے لیکن اس میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے، یہ بہت حساس شعبے ہیں دونوں، میری بہن نے بہت اچھی طرح بہت وضاحت کیساتھ آپ کے سامنے یہ بات کہی ہے۔ ہمارا اصل میں صوبہ مسائل کیساتھ ساتھ وسائل، دونوں چیزیں ہیں، وسائل سے مالامال ہے لیکن مسائل سے بھی مالامال ہے۔اس میں بہت سے مسائل ہر قسم کے محکمے میں، ہر شعبے میں موجود ہیں اور سب سے بڑا جو مسئلہ ہے، وہ دہشتگردی کا مسئلہ ہے کہ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو بہت سے ہمارے جو منصوبے ہیں، وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ صحت کے محکمے میں بہت پیشرفت کی ضرورت ہے، اچھا بجٹ رکھا گیا ہے، اس میں اچھی ریلیف دی گئی ہے، پیرامیڈیکل سٹاف کیلئے بھی اور اس میں اضافے کی ضرورت ہے، سٹاف کے اضافے کی ضرورت ہے اور اس کی مانیٹرنگ کی بھی بہت ضرورت ہے۔ بہت لوڈ ہے پشاور کے ہسپتالوں پر لیکن اس کیساتھ میں مطالبہ یہ کرتی ہوں کہ نوشہرہ کا قاضی حسین احمد ہسپتال جو ہے، اس کی تعمیر کو مکمل کیا جائے اور وہ تکمیل کے قریب قریب ہی ہے۔اس کی تکمیل کی وجہ سے پشاور کے ہسپتالوں پہ لوڈ کم ہو جائے گا۔ جتنے بھی معزز اراکین یہاں سے جا چکے ہیں، انہوں نے بڑی مثبت پیشرفت کیساتھ بہت سی چیزیں ہمیں بتائی ہیں لیکن ساتھ ساتھ جو بے جا تنقید تھی، اس کو بھی ہم بہت کھلے دل کیساتھ لیتے ہیں۔ یہاں وزیراعلیٰ صاحب کو بھی اور فنانس منسٹر کو بھی بہت مبارکباد دیتی ہوں بہت حوصلہ افزاء بجٹ پیش کرنے پر، پیش کرنے کیساتھ ساتھ میں امید کرتی ہوں کہ اس پر خاطر خواہ عملدرآمد بھی ہوگا۔ بہت سے منصوبے آتے ہیں، بہت اچھے منصوبے ہوتے ہیں، اس میں بہت اچھی پیشرفت ہے، بڑے اچھے منصوبے دیئے گئے ہیں، بہت اچھا بجٹ ہے ہمارے تمام عوام کیلئے اور ایک عوامی بجٹ کہلایا جاتا سکتا ہے لیکن اگر اس کی Implementation اس طرح سے نہ ہوئی تو پھر اس کا یہ خطرہ ہے کہ یہ اس طرح سے نہیں چل پائے گا جس طرح سے اس کا خواب دیکھا گیا یا اس طرح سے جو ہمیں چاہیئے ہوتا ہے۔

آپ سب کو مبارکباد بھی ہے اور اس تمام ایوان کو بھی اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ جو منانے کیلئے لوگ گئے ہیں، ان کو بھی اب جلدی اگر بلالیں تو زیادہ اچھا ہوگا اور اس ایوان کا حسن بحال ہو جائے گا۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آگئے)

(تالیاں)

محترمہ راشدہ رفعت: اور شاید وہ آ بھی گئے ہیں، آپ سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپوزیشن کے تمام اراکین کو خوش آمدید کہتا ہوں، بہت شکریہ، نوازش۔

(تالیاں)

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): جناب سپیکر! یو گزارش کوم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: سب سے پہلے تو میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری درخواست قبول کی اور ایوان میں دوبارہ تشریف لائے۔ جہاں تک ان کے تحفظات کی بات تھی تو جناب سپیکر، بڑی Genuine بات تھی اور ہم اس کو Appreciate کرتے ہیں۔ (تالیاں) سپیکر صاحب کے حوالے سے جو انہوں نے بات کی کہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں تو سپیکر صاحب سے بھی میری بات ہوگئی ہے، ان کا گھریلو مسئلہ ہے، اس میں وہ ہیں اور شاید ایک دو دن میں، شاید Monday تک وہ آ بھی جائیں لیکن چونکہ ان کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے تو اسلئے میں اس پہ زیادہ بات نہیں کروں گا لیکن جہاں تک انہوں نے پارٹی عہدے کی جو بات کی ہے تو رولز آف بزنس میں یہ چیزیں خاموش ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن روایت رہی ہے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور ہماری پارٹی کا مسئلہ ہے، پارٹی میں بیٹھ کر اس پر کوئی Decision لینے کے بعد اس ایوان کو ہم آگاہ کر دینگے۔ بہت شکریہ۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی۔ مفتی سید جانان صاحب سے گزارش ہے کہ وہ، مفتی سید جانان صاحب۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: مائیک آن کریں جی۔

مفتی سید جانان: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ فَلۡیَعۡبُدُوا۟ رَبَّ هَـٰذَا ٱلۡبَیۡتِO ٱلَّذِیۤ أَطۡعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنۡ خَوۡفِۭ۔ جناب سپیکر صاحب، غالباً غالباً دا څومره تقریرونه چې وشو، دا یو بل سره ملاؤ ملاؤ تقریرونه دی۔ زه به دا کوشش ان شاء الله کوم چې کومو ملګرو خبرې کړې دی، هغه زه بیا دوباره معاد نکړم۔ جناب سپیکر صاحب، بجټ د درې الفاظو مجموعه ده او امن لفظ کښې هم درې الفاظ راغلی دی او بجټ د "ب"نه شروع شوے دے، امن د "الف" نه شروع شوے دے او مونږ او تاسو کښې اکثر خلق دا پیژنی چې "الف" اول دے او هغې پسې بیا "ب" راغلے دے۔ جناب سپیکر صاحب، بجټ به هله پائیدار وی، بجټ باندې به هله عمل کیږی چې کله یوه معاشره کښې امن وی، محبت وی، بدګمانئ نه وی، وروروِلی وی، اعتماد وی هله به بجټ فائده کوی۔ که چرې یوه معاشره کښې نفرتونه وی، روډ جوړیږی نور خلق ئے وراونوی، که یوه معاشره کښې بغض وی، روډ جوړیږی هغه ورانیږی، که یوه معاشره کښې نفرت وی، سکول جوړیږی هغه ورانیږی، که یوه معاشره کښې بغض وی، مدرسه او جماعت جوړیږی هغه ورانیږی، جناب سپیکر صاحب! بیا به دا د قومی خزانې ضیاع وی، عوامو ته به د دغه بجټ بیا هیڅ څه فائده نه وی۔ جناب سپیکر صاحب، که د بجټ دغه تقریر ته وکتلے شی چې دا کوم مونږ ته تاسو راکړے دے۔ د دغې محور جناب سپیکر صاحب، درې شیان دی، صفحه نمبر 3 او ذیلی شاخ نمبر 9 باندې لیکلی دی: "*ہماری مخلوط حکومت کی ترقیاتی ترجیحات کا محور تین رہنماء اصول رہینگے، یعنی غربت کا خاتمہ، محروم عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولیات کی فراہمی اور پسماندہ اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانا*"۔ زه جناب سپیکر صاحب، صرف په دغه درې خبرو باندې مختصر څه وئیل غواړم۔ جناب سپیکر صاحب، بجټ کښې د امدن چې کومې ذریعې دی، دا بجټ د هغې نه جوړ دے، هغه پیسې به خرچ کیږی، 198 ارب د مرکزی ټیکسونو نه دغې صوبې ته راغلې دی، د هغې مطابق مونږ سکیمونه اچولی دی او دویم زیات نه زیاتې چې کومې پیسې مونږ ته ملاؤ دی په دویم نمبر باندې، هغه جناب سپیکر صاحب، د ګیس رائلټی ده او ګیس دغه تمام خلقو ته بلکه بین الاقوامی دنیا ته دا معلومه ده چې ګیس دغه صوبې کښې جنوبی

اضلاع کښې دے، بل ځائے کښې نشته، 27 ارب 49 کروړ 41 هزار روپئ مونږ ته په یو کال کښې د ګیس رائلټی د جنوبی اضلاع نه ملاؤ دی او جناب سپیکرصاحب، د بدامنئ خلاف 23 ارب روپئ مونږ ته ملاؤ دی خو زه صرف دا وئیل غواړم چې د وسائلو کوم تقسیم دے، دغه تقسیم کښې انصاف نشته، دا وسائل منصفانه طریقې سره نه تقسیمیږی، هغه ځکه که چرې یو ځائے نه تا ته 27 ارب روپئ ملاویږی، بیا پکار دا ده چې هغه خلقو ته د د دغې 27 اربو د آمدن په ذریعه سره په دغه باندې بیا پیسې هم خرچ شی۔ پرون زما یو ورور خبره وکړه ګل صاحب خان صاحب، جناب سپیکر صاحب! یقینی طور باندې زه محرومتیا ګورم خلقو کښې، یقینی طور باندې زه مایوسی ګورم د جنوبی اضلاع خلقو کښې، یقینی طور باندې زه هغه خلق پسمانده ګورم د جنوبی اضلاع خلق، هغه ځکه چې 27 ارب کښې که زما نور هیڅ حق نه وی د جنوبی اضلاع خو چې دا زه څومره آمدن درکوم، کاش چې ایک دو څه درې فیصده پیسې زما دغه جنوبی اضلاع کښې خرچ وې خو جناب سپیکر صاحب، دا ټول بجټ د اے ډی پی کاپئ که وګورئ صرف یو د هنګو د هسپتال ذکر دے چې هغه د ایم ایم اے د دور نه شروع شوے دے او تر اوسه پورې دا جنوبی اضلاع محرومې ساتلې شوې دی او دا به داسې وختونه راځی، که نن مونږ څه ونه وئیل، نن که مونږ غلی پاتې شولو نو دا جنوبی اضلاع به د محرومتیا او د مایوستوب د وجې نه به دا دویمه ډیره بګټی تا ته دغه ځائے کښې دغه صوبه کښې جوړیږی عزتمندو۔ جناب سپیکرصاحب، روډونه چې څومره دی، جنوبی اضلاع ورکښې نشته، کالجونه چې څومره دی، کالجونو کښې د جنوبی اضلاع ذکر نشته، سوات کښې یو کالج دے او صوابئ کښې یو کالج دے، جناب سپیکر صاحب! دا خو پریږده، دا به اوو ایو چې وخت لږ وو، دا بل چا کړی دی خو زه دغه خبرې ته ډیر زیات خفه یم چې دغه حکومت یوه نعره لګولې وه او د حکومت خپل مینځ کښې یو اختلاف روان وو، په دغه خبرې باندې روان وو چې مونږ تعلیم محکمه غواړو، مونږ سره یو پروګرام دے، د هغه پروګرام مطابق مونږ دا صوبه مخکښې بوتلل غواړو خو جناب سپیکر صاحب، 50 فیصد الاؤنس هغې اضلاعو ته چې کوم دور دراز علاقې دی، پسمانده علاقې دی، پهاړی علاقې دی، هغه ځائے کښې ای ډی

اوز، د سکول نورې محکمې هغوی ته 50 فیصد د اضافی پیسو ورکولو اعلان شوے دے خو زه ډیر معذرت سره دا خبره کوم چې هغه اضلاع کښې بیا هنګو ضلع پریښودلې شوې ده، بیا جنوبی اضلاع نظر انداز شوی دی، صرف یو ټانک ورکښې شامل دے، نوره یوه ضلع ورکښې نشته۔ جناب سپیکر صاحب، زه ډیر افسوس سره دا خبره کوم، بابک صاحب دلته ناست دے، تیر حکومت کښې پینځه اضلاع، محکمه خزانې داسې یو فرمان جاری کړو چې دغه پینځو اضلاع کښې کوم سرکاری ملازمین دی، دوئ ته به اضافی پیسې ملاویږی خو زه بدنصیبئ سره دا خبره کوم چې په هغې کښې هم هنګو ته هیڅ څه ملاؤ نه شول، هنګو هم هغه شان محرومه وساتلے شو۔ جناب سپیکر صاحب، د دهشت ګردئ په مد کښې حکومت ته چې کومې 23 ارب روپئ ملاؤ دی، هغه 23 ارب روپو کښې هنګو هغه ضلع ده چې پینځه کاله تیر شو او خدائے ته به معلوم وی چې راتلونکی به څومره وختونه، هغه روزانه دهشت ګردی برداشت کوی؟ د اورکزئی ایجنسئ، د کرمې ایجنسئ، د وزیرستان ایجنسئ بلکه هر دریم کور داسې دے چې په هغې کښې متاثرین پراته دی خو جناب سپیکر صاحب، د دهشت ګردئ په مد کښې د ضلع هنګو هیڅ څه خیال نه دے ساتلے شوے، زما به دا ګزارش وی، دغه حکومت ته به مو دا ګزارش وی او خاصکر سراج الحق صاحب ته به مو دا ګزارش وی چې که مونږ او تاسو د انصاف خبره کوؤ، اول به انصاف زه د ځان نه شروع کوم، جناب سپیکر صاحب، زه به محکمه کښې هله انصاف راولم چې اول په ما کښې انصاف وی، زه به د محکمې نه هله د انصاف تقاضه کوم چې زه اول خپله د انصاف تقاضې پوره کړم، زما به دا ګزارش وی، دا خلق محرومه خلق دی، منور خان صاحب خبره وکړه، خبره زه نه معاد کوم خو که دا خلق مونږه دغه شان محرومه وساتل، دغه خلق مونږه هم دغه شان مایوسه کړل، خدائے د نه کړی د هزارې په شان یو تحریک جنوبی اضلاع کښې راواوچت نه شی۔ جناب سپیکر صاحب، زه خپلې خبرې ختمول غواړم خو صرف دا یوه خبره کوم چې انرجی اینډ پاور ته حکومت، سراج الحق خپل تقریر کښې اووئیل چې مونږ دا دا منصوبې شروع کوؤ، زه به ستاسو په علم کښې یوه خبره راولم چې که مونږ اوس نوې منصوبې شروع کوؤ، په هغې کښې نوے تحقیق کوؤ، د هغې

رپورټونه جوړیږی نو زه وایم چې دا حکومت به ختم وی، بیا به راتلونکے حکومت دا خبره کوی، غالباً 2012 کښې هوتی صاحب آل پارټیز کانفرنس راغوښتے وو خپل ځائے کښې، په هغه آل پارټیز کانفرنس کښې څه منصوبې داسې وې چې زر شروع کیدونکې وې او څه داسې وې چې به دیر شروع کیدونکې وې نو د نوی کوشش کولو نه بهتره به دا وی چې مونږه هغه زاړه رپورټونه رااوغواړو چې کوم ځائے کښې کار شروع شوے دے او کوم ځائے کښې نه دے شروع شوے ، هغه ځکه دا د ټول حکومت مسئله ده، دا د پارټو خبره نه ده، دا د عوامو د تکلیف خبره ده، د دغې وجې نه به زما دا ګزارش وی منسټر صاحب ته چې هغه فیصله او هغه قرارداد او هغه اے ډی پی د رااوباسی چې کومې کښې مخکښې هوتی صاحب د دې بجلئ منصوبو د پاره پیسې ایښی دی۔ جناب سپیکر صاحب، لکه ما تاسو ته اووئیل، ځنې خبرې زما ضمیر ملامت کوی، نه کول غواړم، ما سره یو تقریر د همایون صاحب د بجټ د 13-2012 موجود دے او یو د سراج الحق صاحب تقریر راسره موجود دے، زه ډیر په معذرت سره دا خبره کوم چې دا بجټ ما ته یو Ongoing budget ښکاریږی خو صرف دا شوې ده چې د دغې صفحې لږې زیاتې دی او د دې صفحې کمې دی، نور هم هغه شان سکیمونه دی خو یو ئے په 10 صفحې باندې اچولے دے، دے ځل ئے هغه په 22 صفحه باندې اچولے دے۔ یو ئے که په 8 صفحه باندې اچولے دے، دے ځل ئے هغه په 5 صفحه باندې اچولے دے (تالیاں) او جناب سپیکر صاحب، زه هغه اخری خبرې طرف ته راځم چې ما کومه کړې وه، هغه دا وه چې مونږ به دلته کښې غربت ختموؤ، جناب سپیکر صاحب! غربت ختمیږی چې خلقو ته روزګار ورکړلے شی، غربت ختمیږی چې خلق په نوکرئ باندې ولګولے شی خو دغه بجټ تقریر کښې خو ما ته د لکهونو نه چې د سوؤنو او د زرګونو روپئ هم نه معلومیږی چې هغه ئے د دې د پاره ایښې وی چې دا به خلق بهرتی کوؤ او خلقو ته به مطلب دا دے روزګار ورکوؤ، نو دا غربت به څنګه ختمیږی؟ په دې بیا زه نه پوهیږم۔ سراج الحق صاحب نه زه امید لرم چې ان شاء الله العظیم هغه به بیا ما په دې باندې پوهه کړی۔ وآخِرُالدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور (وزیر قانون): سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسرار اللہ گنڈاپور صاحب۔

وزیر قانون: تھینک یو سر۔ سر، میری گزارش اپنے معزز اراکین سے یہ ہوگی کہ سر، جو لسٹ آپ کو Present کی گئی ہے، اس میں ابھی کافی سارے نام رہتے ہیں۔ آپ نے جو Rule کا حوالہ دیا اور اس کیلئے آپ نے ایک Time limit بھی مقرر کی تھی، ایک تو مہربانی کرکے اگر اس کا لحاظ رکھا جائے، نہیں تو سر، یہ جو آپ کا ایجنڈا ہے، یہ اگر ہم Rule 20 کے (3) Sub rule میں جائیں تو چار گھنٹوں کے اندر آپ نے اس پہ پھر وائنڈ اپ کرنا ہوگا اور اگر ہم اس میں آتے ہیں تو یہ ممبران جو تقریر کر رہے ہیں، یہ پھر اس سے محروم رہ جائیں گے۔ میری ایک تو سر، چیئر سے یہ گزارش ہوگی اور تمام پارلیمانی لیڈرز سے کہ اگر ان کے جو Selected Members ہیں، جن کے حلقوں میں اگر کوئی مسئلہ ہے یا واقعی سپیچ کرنا چاہتے ہیں تو اگر وہ تقریریں کرلیں، پھر فنانس منسٹر صاحب بھی وائنڈ اپ کریں گے، نہیں تو پھر یہ آپ کا جو ایجنڈا ہے، آج 'کمپلیٹ' نہیں ہوسکتا، یہ آپ کا پھر Carry over کرے گا Second day تک، تو میری یہ پارلیمانی لیڈرز صاحبان سے بھی گزارش ہے اور چیئر سے بھی یہی استدعا ہے کہ یہ جو Time limit آپ نے خود مقرر کی ہے، اس کو Ensure کرائیں سر۔ تھینک یو۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ جی۔ ابھی تک میرے پاس جو لسٹ ہے، 35 جو معزز ممبران اسمبلی بقایا ہیں، جنہوں نے بحث میں حصہ لینا ہے تو اسی لئے میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ کم از کم ٹائم کا لحاظ رکھیں گے تو تب کہیں جاکے وائنڈ اپ ہوگا۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! پچھلے ادوار اور حکومتوں میں جو لوگ تقریر کیلئے نام جمع کراتے تھے تو ان کی تعداد تو زیادہ ہوتی تھی لیکن ان کے لوگ جو ہیں، وہ کچھ لوگ بول لیتے تھے تو اس سے ٹائم کی بچت ہو جاتی تھی۔ یہاں پہ اب جب سارا ہاؤس ہی بول رہا ہے تو ظاہر ہے کہ اپوزیشن نے بھی بولنا ہے، وہاں سے بھی بولنا ہے تو سر، پھر یہ زیادتی ہو جائے گی کیونکہ ہر بندے کا اپنا اپنا اور یہاں پہ اگر اپوزیشن۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں اپوزیشن۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: نہیں آپ کی بات بالکل۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Repetition ہو رہی ہے جی، آپ دیکھ رہے ہیں، صبح سے میں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: آپ کی بات بالکل۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زیادہ تر وقت ہم اپوزیشن کو دے رہے ہیں، ان شاء اللہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور Repetition سے آپ گریز کریں تو تب جو ہے، یہ ان شاءاللہ۔۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ جو ہے تو کل آدھا گھنٹہ تقریباً لے چکے ہیں پلیز۔

جناب عبدالستار خان: نہیں سر، یہ Rule 141 ابھی بھی ٹائم ہے، ہم اپنی تقریر پورا کر سکتے ہیں، ٹائم ہمارے پاس ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب عبدالستار خان: تو اس پہ منتخب ممبران بول سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 35، 35 معزز ممبران بقایا ہیں اسی لئے عرض کر رہا ہوں کہ کل کیسے پورا ہو گا؟

جناب عبدالستار خان: تو چار دن ہیں ہمارے پاس۔

وزیر قانون: سر! یہ ہماری استدعا جو ہے، وہ پارلیمانی لیڈرز سے ہے۔ اگر عبدالستار صاحب پارلیمانی لیڈر ہیں تو انہوں نے تو سر، اپنا ٹائم بھی گزار لیا ہے اور اگر وہ پارلیمانی لیڈر ہیں تو میری سیکرٹریٹ سے بھی یہ گزارش ہو گی کہ ان کو فرنٹ سیٹ پر لے آئیں اور یہاں سے وہ سر، ہمیں رولز کا حوالہ دیں۔ ہم سر، Agree کرتے ہیں شیڈول کیساتھ لیکن ہماری استدعا صرف یہ ہے کہ آپ نے قاعدہ کے تحت ان کو دس دس منٹ کا کہا ہے لیکن وہ دس منٹ سے سپیچ لمبی ہو رہی ہے۔ ہم سر، آخر میں پھر آپ کو، اس کو Guillotine کرنا پڑے گا اور وہ اچھی روایات نہیں ہو نگی۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: مہربانی سپیکر صاحب۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے بات کی ہے، میرے خیال میں یہاں پر ہر ایک معزز ممبر کو بولنے کی اجازت ہے۔ ویسے بھی اگر حکومت فراخدلی کا مظاہرہ کرتی اور بجٹ تیار کرنے سے پہلے اپوزیشن کے ساتھیوں کو بٹھاتی، مشاورت کرتی تو میرے خیال میں ویسے بھی ابھی تو بجٹ میں ہمارے جو حکومتی ارکان ہیں، وہ بھی گلہ مند ہیں اور ان کی بھی ناراضگی ہے، وہ بھی خفا ہیں اور اپوزیشن والوں کو سکیمز بھی نہیں ملی ہیں اور ان کو بولنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی تو میرے خیال میں میں وزیر قانون صاحب سے یہ ریکویسٹ کرونگا کہ جتنا بھی آپ لوگ بیٹھیں گے، ان شاءاللہ ہم ان سے زیادہ بیٹھیں گے لیکن At least اپنے جو ممبران ہیں، سارے ہاؤس میں ہر ایک اپنے حلقے کا وکیل ہے، نمائندہ ہے اور اپنے مسائل کو ضرور مطلب نوٹس میں لانا چاہیں گے تو ریکویسٹ ہماری یہ ہوگی سپیکر صاحب! کہ No problem، اگر ٹائم زیادہ بھی لگے، میرے خیال میں نمائندوں کی نمائندگی کا جو حق ہے، وہ کم از کم ادا ہو جائے گا جی۔ تھینک یو۔

وزیر قانون: سر! اس معاملے کا حل اس لحاظ سے ہونا چاہیئے کہ کل یہ استدعا اپوزیشن بنچز سے آئی تھی، شاہ حسین صاحب تھے، نگہت بی بی تھیں، انہوں نے یہ کہا تھا کہ جو گورنمنٹ سرونٹس ہیں، دو دن ان کی چھٹی کا حق ہے اور انہوں نے کل ہی کہا تھا کہ مہربانی کرکے اس کو کل ہی آپ وائنڈاپ کرلیں تاکہ یہ دو دن کی چھٹی Entertain کریں۔ اگر اپوزیشن آج یہ سمجھتی ہے کہ نہیں ہم سب تقریریں کرنا چاہتے ہیں تو سر، ہم آئیں گے لیکن ہماری یہ گزارش ہے کہ پہلے اپنی صفوں میں یہ مشورہ کرکے آئیں تاکہ ہمیں یہ اندازہ ہو کہ اگر کل ہم نے اجلاس رکھنا ہے تو پھر یہ اسمبلی سیکرٹریٹ بھی ہے، سیکرٹری صاحبان کے نمائندے بھی ہیں، ایم پی ایز ٹریژری بنچز کے بھی ہیں تو کم از کم اگر یہاں سے مشورہ یہ ہے کہ ہم اجلاس کو Carry over کرتے ہیں پھر تو سر، رولز کے تحت آپ کو 23 کے تحت ابھی پھر چار گھنٹوں کے بعد اس کو وائنڈاپ کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں چائے اور نماز کے وقفہ کے بعد یہ آپس میں مشورہ بھی کرلیں گے اس پہ، فی الحال آدھا گھنٹے تک چائے کا وقفہ اور نماز کا وقفہ ہے، ان شاءاللہ اس کے بعد بات ہوگی۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے اور نماز ظہر کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: قیموس خان سے گزارش ہے جی، قیموس خان صاحب۔

جناب قیموس خان: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر صاحب! شکریه۔ جناب سپیکر صاحب، نن دا دریمه ورځ ده چې په بجټ باندې کوم بحث وشو، د هغې په ټول پهلوګانو باندې، که په امن باندې دے، که په هغې بجټ کښې څه کمے دے، زمونږه ټول ليډرشپ او ټولو ايم پی اے ګانو په هغې باندې بحث وکړو۔ زما يو څو تجاويز دی د خپلی علاقې او د دې ټولې صوبې په باره کښې تجاويزو له به زه راځم سپيکر صاحب خو د هغې نه مخکښې زه به د هغه بدقسمته علاقې لږ خدوخال او په هغې باندې خبره وکړم۔ جناب سپيکر، په 1969 کښې مونږه د سوات داسې يو ټوټه د پاکستان حکومت ته حواله کړه چې په هغې کښې امن وو۔ جناب سپيکر صاحب، په هغې کښې هر قسم ډيويلپمنټ وو او د هغې سره سره شريفانه ژوند په هغې کښې وو او د هغې د ډسپلن تاريخ پروت دے جی، نن هغه سوات چې دے نو هغه مونږ ته په داسې حالات کښې حواله شو چې مونږه ورته وران وايو خو زمونږ دا جنوبی اضلاع ورته ړنګ وائی، نن هغه ړنګ علاقه مونږ ته حواله شوې ده۔ جناب سپيکر، د دغه سوات چې کله د والئ سوات رياست ختميدو، زمونږ په سوات کښې دوه کالجونه وو، يو د مټې کالج وو، يو جهانزيب کالج وو۔ په درې څلويښت کاله کښې مونږ ته حکومت بل کالج نه دے جوړ کړے۔ زمونږ دا PK-86 حلقه چې ده، دې ته جهانزيب کالج کښې هم داخله نه ملاويږی، وائی تاسو لوکل نه يئ، د مټې کالج داخله نه راکوی، وائی تاسو لوکل نه يئ خو تر اوسه پورې زمونږه دا خيال وو چې زمونږه د سوات په باره کښې چې د هر سړی په ژبه دا خبره وه چې سوات پاکستان بچ کړے دے، خلقو ئے قربانی ورکړې ده خو د هغه قربانئ په صله کښې مونږ ته په سوات کښې نن په دې بجټ کښې هيڅ قسم له داسې مراعات نه دی راکړی شوی۔ جناب سپيکر، پکار دا وه چې دا موجوده حکومت چې دوئ چينج راولی، پکار دا ده چې سوات ته د هغې متبادل داسې پيکج راکړے وے چې د سوات د خلقو دا کوم ضرورتونه چې دی چې دا پوره کړی۔ جناب سپيکر صاحب، په بل طرف باندې که مونږ له په هغه صله کښې چې دا نه راکوی نو نن

دې حکومت کښې زمونږه پينځه ايم پی اے گان چې دی نو د تحريک انصاف نه د سوات خلقو راليږلی دی، کم ازکم چې د هغې صله چې ده نو ورکړی هغه علاقې ته. جناب سپيکر، که زه د دهشت گردئ په حواله خبره وکړم، که زه د سيلابونو په حواله خبره وکړم نو د سوات ټول نظام درهم برهم شوے دے. د لنډاکی نه واخله تر مينگورې پورې، د مينگورې نه واخله تر کالام پورې دا ټول سړک چې کوم دے نو دا خراب دے، د دغه سړک د پاره په دې بجټ کښې هيڅ څه پيسه نه ده ايښودې. که يو سړک دوئ مونږ ته ښائی چې هغه د امريکې يا د يو ايس ايډ يا د متحده عرب امارات په امداد باندې جوړيږی نو د هغې نه هم دوئ فائده وانخسته، په هغه زوړ سړک باندې ئے تارکول واچول، پکار دا وه چې مونږ ته ئے يو نوے سړک ويستلے وے. جناب سپيکر، نن د سوات آبادی په دې ټولو ضلعو کښې ډيره په تيزئ روانه ده، پکار دا ده چې مونږ ته د سيند په غاړه په 'لفټ' سائډ باندې د کالام پورې د لنډاکی نه يو سړک راکړے وے، هم به د خلقو زمکې بچ شوې وے، هم به د سياحت د پاره لار کهلاؤ شوې وه. پرون چې دے نو په کالام کښې د هغه بلې ورځې نه يو فيسټيول روان دے چې تاسو به په دې اخبارونو کښې، په ټی وی کښې ليدلی وی. جناب سپيکر، مونږ ته دا علماء کرام وائی د جنت چې کومې خوشحالياني دی، د جنت چې کوم سهولتونه دی نو هغه د چا نه پټ نه دی، قرآن د هغې ذکر کړے دے خو وائی چې تاسو هغې له ځئ نو په پل صراط باندې به پورې وځئ خو نن که مونږه دغه فسټيول ته دې سياحت ته ځو نو يو خو دوئ VIPs په هيلی کاپټر کښې تلل دی خو نن د دې سړک دا خبره ده، زمونږه د دې سړک دا حالات دی، په دې حالاتو کښې به کوم سړے سيل ته لاړ شی او د سياحت د پاره به هغه علاقې ته لاړ شی؟ نو پکار دا ده، زما دا تجويز دے چې دا Main سړک چې دے نو دا مونږ له فوراً جوړ کړئ او د نوی د سيند په غاړه باندې د يو بل سړک يو تجويز دے چې په هغې باندې عمل وکړے شی جی. بله خبره دا ده جی، که زه صرف د خپلې علاقې خبره کوم نو د دې سره تاسو د پيښور د خوشحالو خبره کړې ده، دې پيښور کښې زمونږ وزيرخزانه صاحب وائی چې دا زمونږ جهومر دے نو په ديکښې زما تجويزونه دی يو دوه درې. يو تجويز زما دا دے چې دا رنگ روډ چې کوم دے، د هغې نه کهنډر جوړ

شوے دے ، یو پکار دا دہ چې هغه روډ صحیح کړی، یو د هغې امن بحال کړی او دویمه دا دہ چې د دې دا پجگی روډ تاسو زوتوئ خو دا زہ نه پیژنم خو د چارسدې د روډ سره چې د رنگ روډ کومه حصه لگیدلې دہ، دا یو منصوبه وہ چې دا د تهکال سره او د دې حیات آباد سره دا وجنگیږی۔ زما یو خور د لاهور په شان د هغه بسونو خبره هم کړې دہ نو پکار دا دہ چې داسې هم یو انتظام وشی چې دا په اسانئ سره خلق دې علاقه کښې چرته تلې شی چې په دې پیښور باندې پریشر کم شی جی۔ که مونږ د هسپتالونو خبره کوؤ نو د هسپتالونو خو دوئ وائی چې یره مونږ ډسټرکټ هیډکوارټرز هسپتالونو له ترقی ورکوؤ خو د هغې سره سره چې کوم بی ایچ یوگان دی چې په لرو علاقو کښې پراته دی، پکار دا وہ چې هغې له ترقی ورکړې شی۔ د هغې سره سره په لرو لرو علاقو کښې ډسپنسریانې نورې جوړې کړې شی خو زہ د دې پیښور خبره که کوم نو د پیښور نه مخکښې یو کلے دے ، زما په خیال باندې شمشتو کیمپ چې ورته وائی، دا هغه علاقه دہ، نو یو ورځ زما هلته کښې شپه وہ نو هغه خلقو یو فریاد کولو چې مونږ د دې علاقې نه کله مریض هسپتال ته وړو، دې پیښور ته نو په لاره باندې د شپې په مونږ باندې ډزې وشی نو هغه مریض پریږدہ خو لکه مونږ ټول ولگو، په گولو باندې مونږه مړه شو۔ نو چې د پیښور په خوا کښې دلته کښې دا سهولت نشته، نه هسپتال شته، نه سکول شته نو مونږه خو به هسې تش په دې هاؤس کښې چغې به اوباسو خو پکار دا دہ چې حکومت دې خبرو ټولو ته ترجیح ورکړی، د دې خبرو یو حل رااوباسی چې هره لرې علاقه چې دہ او هر ځائے چې دے ، که هغه د پیښور خوا کښې دہ، که هغه زمونږ په علاقو کښې دہ چې دې ټولو له خپل خپل سهولت په وخت باندې ورکړے شی۔ جناب سپیکر، بله خبره پکښې د زنانؤ د زچگی د علاج په باره کښې چې خبره دہ چې دوہ سوہ روپئ به مونږ ورکوؤ، نو زہ وزیر خزانه صاحب ته چې دا د خپل بجټ په اخرنی وخت کښې چې دے ، خپل د هغې وضاحت وکړی چې دا دوہ سوہ روپئ به دوئ څنگه دې خلقو ته رسوی، د دې طریقه کار به څه وی؟ پکار دا دہ چې په هر هسپتال کښې که هغه ورکوټے هسپتال دے او که غټ دے چې په هغې کښې دوہ لیډی ډاکټرانې 24 گهنټې د دې د پاره حاضرې وی چې کومه زنانه راځی او فری علاج ورله کوی۔ د هغې

سره وزیر خزانه صاحب وئیلی دی چې مونږ به کوالټی طرف ته زیاته توجه ورکوؤ نو زه حیران یم چې کوالټی به په کومه طریقه راځی؟ زمونږ په دې علاقو کښې او تقریباً په دې ټوله صوبه کښې د مخکښې نه ایلیمنټری کالجونه وو، یو هلک یا جینئی به د لسم نه چې پاس شوه نو هغه به په میرټ په هغې کښې ورله داخله ورکړه، د هغې نه بیا هغه'ټرینډ' ټیچر یا ټیچره به رااوتله او په سکولونو کښې به بهرتی کیدله، نن هغه نظام ختم شوے دے، نو آیا چې د استاد ټریننګ ونشی نو د دې هلک کوالټی به دې څنګه ورکوی؟ د هغې سره سره د Quantity هم ضرورت دے ځکه چې زمونږ په علاقو کښې کم ازکم د دې نه محکښې چې کله بجټ پیش شوے دے، د سن 98ء پورې نو په هره حلقه کښې کم ازکم پینځه او شپږ شپږ سکولونه به جوړیدل خو زه دا وایم چې په سن 85ء کښې یو سکول جوړ شوے دے او د هغه کلی آبادی نن تقریباً درویشت څلورویشت کاله وشو نو هغه آبادی به څومره زیاته شوی وی او صرف مونږه هغه دوه کمرې سکول ته ناست یو چې په دیکښې به واړه سبق وائی۔ پکار ده چې یو سروے وشی، د دې ټولې صوبې وشی چې په کوم کوم ځائے کښې د هغه کلو آبادی زیاته شوې ده چې په هغې کښې بل بل سکول منظور شی په بله سیره باندې نو زما په خیال باندې په دغه کښې دا ماشومان به ځائے کیږی۔ جناب سپیکر، بله خبره دا ده چې د دوئ د سیاحت په باره کښې دا ده چې سوات ته وائی چې دا دویم سویټزر لینډ دے خو نن د سوات حالات داسې دی چې د مالم جبې سکیم چې وو، هلته کوم هوټل وو، کوم چیئرلفټ وو او دا څویم کال دے چې هغه زنګ شوے دے او تباه و برباد پروت دے۔ په هغې کښې یوه خښته چا ونه لګوله، دوئ وائی مونږ سیاحت له ترقی ورکوؤ۔ نو زما دا سوال دے چې دا کومې منصوبې چې دی، که هغه د مالم جبې دی، که هغه د کالام دی، که زمونږه کوم کوم ځائے کښې د سیاحت، مونږ له په سیاحت کښې صرف یو روډ راکړئ صحیح، بیا ترې تاسو خلاص یئ، زما په خیال باندې ټول خلق به هغه طرف ته راروان وی۔ جناب سپیکر، د یونیورسټئ په باره کښې به زه دا ګزارش وکړم چې زمونږ په سوات کښې یو یونیورسټی منظوره شوې ده، د هغې یونیورسټئ د پاره چې د کومو خلقو نه زمکې دغه شوی دی نو زما په خیال د پینځه لکهه روپئ کنال په ځائے باندې

دیرش زره او پنځوس زره روپۍ هغوی ته د هغې قیمت لګولے شوے دے۔ په دې بجټ کښې د هغې څه ذکر شته خو دا ګزارش کوم، وضاحت د وشی چې یره دغه یوائې د دې زمکې د پاره دی که نور څه د بنیاد کنلو یا د خبنتې د لګولو پکښې څه شته؟ دویمه خبره دا ده چې دغه یونیورسټی چې کوم ځائے جوړه شی، پکار دا ده چې مقامی خلق په دې مناسب پوسټونو باندې هلته بهرتی شی چې هغه خلقو ته د روزګار سهولت راشی۔ د ایریګیشن په باره کښې زما دا ګزارش دے جی چې زمونږ په علاقه کښې یو دوه نهرونو دی، یو ته فتح پور کینال وائی او بل د قومیزو خپل یو نهر دے، په تیر سیلابونو کښې هغه تباه و برباد شوی دی او هغه علاقه په زرګاؤ ایکړه زمکه شاړه پرته ده، هغې ته څه پیسې منظورې دی خو درې کاله کښې په هغې باندې څه کار ونه شو چې هغه خلقو ته هغه اوبه راورسی۔ په پنجاب کښې چې شهباز شریف په یو کال کښې چې دے نو لکه د میټرو بس دے که څه دے؟ د هغې یو شے جوړوی او خلقو ته سهولت ورکوی او مونږه په درې کاله کښې په زمکه باندې ناست، پراته نهرونو چې کوم دے نو د هغې انتظام نه شو کولے، پکار ده د هغه نهرونو او نور چې کومې وچې علاقې دی، هغې ته د بندوبست وکړے شی۔ جناب سپیکر، زمونږ د سوات ډیره کمه زمکه ده، که زه دا خبره وکړم چې زه په پیښور کښې په کومه زمکه ګرځم یا په نوښار کښې یا په چارسده کښې نو که زه پښه ایږدم نو زه به وایم چې دا د سوات ده ځکه د سوات هغه زمکې دریا برد کیږی او راځی او دلته هغه خاوره جمع کیږی۔ هغه د سوات د کټائی، د زمکې د کټاؤ د هغې څه پروګرام نشته چې هغې ته فلډ پروټیکشن بندونه وشی او هغه زمکه بچ شی۔ دویمه دا ده چې کوم میدانی زمکه ده، هلته هغه ټوله د آبادئ نه ډکه شوه او هغه ټوله آبادی شوه، په غرونو کښې زمکې دی، د هغې د پاره پکار ده چې په آرزان نرخ باندې هغه بلډوزرې فراهم شی چې خلق نوې زمکې ځان له اوباسی او کوم چې د فروټو باغونه دی، د هغوی د پاره څه پراسسینګ پلانټ ورته وائی یا هر څه چې ورته وائی چې د هغې څه بندوبست وشی چې د هغې زرمبادله به هم بچ شی او په دې ډبو کښې چې کومه میوه بندیږی یا د هغې مشروبات دی یا وچیږی چې د هغې هغه پروګرام په دغه علاقو کښې وشی جی۔ په اخره کښې زه، اخره خو لا نه ده جی خو زه دا خبره

کوم چې وزیر اعلیٰ صاحب دا وائی چې زه به مساوی حق دې علاقې له، هرې علاقې له ورکوم، هغه په دې فلور باندې د هغې وعده کړې ده خو زه دا وایم چې کوم امبریلا فنډ هغه ځان ته ایښودے دے نو د هغې طریقه کار به څه وی چې هغه به کومې علاقې ته په کومو اصولو باندې ورکوی؟ یو سړے به راځی وزیر اعلیٰ صاحب ته به درخواست کوی، که وزیر اعلیٰ صاحب به دوره کوی او هلته کښې به د دې دا پروګرام کوی؟ نو د هغې خبرې وضاحت د وشی۔ بله دا خبره ده جناب سپیکر چې د ټیکس په باره کښې دا څو ورځې وشوې چې په دې اخبارونو کښې خبرې راځی، زمونږه دا ملاکنډ ډویژن چې دے نو دا ټیکس فری زون دے او کله پورې هغه علاقې چې زمونږ د دې نورو علاقو مساوی نه وی راغلې، د هغې پورې هغه خلق ټیکس ته نشی جوړیدے، که څوک دا خبره کوی نو بالکل دا بې ځایه خبره ده، مونږه دې ته هیڅ قسم له تیار نه یو۔ جناب سپیکر، د دې نه مخکښې بابک صاحب، زما په خیال ناست دے او جعفرشاه صاحب هم ناست دے، دوئ به همیشه د دې جیلونو دا خبرې ډیرې کولې خو زما په خیال باندې اوس دوئ په دې تیر حکومت کښې یا هر څه چې دی خو دوئ د دې نه قلار شوی دی یا دغه طرف ته به ئے اراده نه وی، زمونږه د سوات جیل په تیره 2005 په زلزله کښې تباه شوے دے، د هغه ځائے نه قیدیان تیمرګرې ته ځی او یا بونیر ته او بیا کیسونو له ئے واپس سوات ته ئے راولی۔ د هغه جیل په دې بجټ کښې هیڅ قسم منصوبه نشته، نه د زمکې شته، نه د هغې د جوړولو شته جناب سپیکر، پکار ده چې د هغې انتظام وکړے شی۔ جناب سپیکر، په دې سوات کښې او زما په خیال په ټول ملاکنډ ډویژن کښې دا سپیشل پولیس چې کوم بھرتی شوی وو نو دا د یو غرض د پاره وو، هغه غرض دا وو چې دوئ په مثال فرنټ لائن کښې وو، په هره معامله کښې دوئ وو، په هغه وخت کښې چې د ټولو پولیسو کمے وو نو دوئ سخته تیره کړې ده۔ په هغه بله ورځ باندې څه وفد د وزیر اعلیٰ صاحب سره ملاؤ شوے وو، هغه څه د شپږو میاشتو خبره کړې ده خو پکار دا ده چې دا کسان یا مستقل کړی۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجائی گئی)

جناب قیموس خان: یا د دوئ له ټائم اوږد کړی، ولې چې دغه کسان چې کوم دی نو هغوی ته کډې ناستې دی، د هغوی روزی په دغې کېښې ده جی۔ بله خبره دا ده چې سوات کېښې چې کوم د زمرد کان دے جناب سپیکر، د هغې هم څه شفاف طریقه نشته۔ هر څوک ټهیکه چې اخلی نو لکه پته ئے لګی چې د دې آمدن کوم پله ځی۔ پکار دا ده چې دا ټول قوم ته، عوام الناس ته پته وی چې د دې زمرود څومره آمدن دے او دې علاقې ته کومه فائده راځی۔ زمونږ په سوات کېښې، جناب سپیکر! په دوه منټو کېښې ختموم، د جنګلاتو کټائی شروع ده او هغه په ختمیدو دی، پکار ده چې په هغه غرونو کېښې نوی بوټی ولګولې شی۔ زما یو وړور په دیکېښې د خونانو خبره کوله نو دا بوټی اکثر دوئ ورکړی دی خو په داسې ټائم کېښې چې د هغې د شین کیدو ټائم ختم وی۔ پکار دا ده چې په وخت باندې لکه بوټی فراهم شی، نرسریانې ولګولې شی او دا ځنګلات دوباره پکېښې بوټی ولګولې شی، که هغه د خونانو وی او که هغه نور ځنګلات وی۔ جناب سپیکر، زه ستاسو ډیر زیات مشکور یم او چونکه د دې بجټ چې کومې اهمې خبرې وې، هغه ټولې مخکېښې شوې دی، دا یو څو مسائل وو، ما ستاسو په مخکېښې پیش کړل او زه په اخره کېښې ستاسو بیا بیا شکریه ادا کوم او وزیر خزانه صاحب ته زه دا خبره کوم چې دے د دې ملاکنډ ډویژن وسیدونکې دے او زمونږ دا توقع وه چې ده ته د دې ملاکنډ ډویژن د ټولو حالاتو پته ده، پکار دا ده چې دے د دې ټولې علاقې جائزه واخلی او کوم کوم ځائے کېښې چې څه کمے دے چې هغه علاقې ته د هغې بندوبست وکړی۔ والسلام جی۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد رشاد خان صاحب۔

جناب قربان علی خان: جناب سپیکر صاحب! یو اهم خبره ده، زه ستاسو په نوټس کېښې۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:: جی قربانی علی۔

جناب قربانی علی خان: سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔ دا یو مسئله ده زمونږه Inside د پارلیمنټ، د یو څو ورځو نه زه ګرځم د دې خپل، ستاسو په دې Jurisdiction

کبنې نو یو خو زمونږ دا لاندې سټاف چې کوم دے ، د دوئ یو مسئله ده ، هرې کمرې ته چې زه لاړ شم د سټاف نو دې غریبانانو یو سټوپ ایښے وی ، ورسره یو پیالئ وی ، په هغې کبنې بیا هغه روټئ پخیږی نو یو خو د دوئ دا یو Heavy Corridor په دې request دے د Five six days نه خو اوس زه ډیر حیران شوم ، په دې کبنې گرځیدم ، ما ته ځان داسې کچه هم ښکاریدو ، زمونږ شا ته دا ډیر معزز Guests هم ناست دی And plus officials ناست دی او ښه ښه گریډز والا دی نو دوئ ته هم د Refreshment هیڅ انتظام مونږ نه کوؤ۔ سحر نهه بجې نه دوئ آن دی او (O`clock) Till it`s now 2 نو I think چې It should be better چې مونږه دوئ ته څه یو کیفے ټیریا ، دا ستاسو لاس کبنې ده سر ، دیکبنې د بل چا څه دغه نشته ، یو اجازت ورکړئ نو مونږ دا سټاف Plus officials, plus guests ، دوئ به ستاسو۔۔۔۔

<u>محترمہ مہرتاج روغانی</u>: ورسره دا چې کوم د ممبرانو سره ډرائیورز او گن مین راځی ، هغوی ته هم تکلیف دے۔

<u>Mr. Qurban Ali Khan</u>: Yes, yes, yes, the drivers as well, for servants and for everyone, Sir.

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: مونږه Already د دې د پاره ریکویسټ کړے دے ، پراونشل گورنمنټ لا په دې باندې څه دغه نه دے کړے خو بهرحال کوشش کوؤ ان شاء اللہ۔

<u>جناب قربان علی خان</u>: خو چې زر وشی۔ تهینک یو ، تهینک یو۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: وبه شی ، وبه شی۔ جناب محمد رشاد خان صاحب۔ گزارش ہے کہ تھوڑا وقت کا لحاظ رکھیں، پھر ان شاءاللہ وائنڈ اپ ہوگا۔

<u>جناب محمد رشاد خان</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میری تو یہ خواہش تھی کہ موجودہ حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے، اس پر تفصیلی بات کروں لیکن ٹائم کی کمی کی وجہ سے اور آپ کی طرف سے جو ہدایات ہیں اور اس پر ہفتہ اور اتوار کے دن بھی اجلاس کا منعقد کرنا ایسی چیزیں ہیں کہ مجھے لگ رہا ہے کہ بہت جلدی اس کو وائنڈ اپ کیا جائے گا، اس وجہ سے جناب سپیکر، میں مختصر الفاظ میں دو تین چیزیں آپ

کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ موجودہ حکومت نے مالیاتی نظم وضبط کو مؤثر بنانے کیلئے بجٹ کو تین حصوں میں فلاحی، ترقیاتی وانتظامی، مطلب ہے ایک دعویٰ کیا ہے کہ یہ تین حصوں میں ہم اس کو تقسیم کر رہے ہیں اور بالترتیب جو Ratio بتائی گئی ہے کہ آئندہ مالی سال کا بجٹ اور رواں مالی سال کے بجٹ کے درمیان جو Ratio ہے، وہ 7% بالترتیب، 17% اور 14% یہ زیادہ ہے تو میرے خیال سے یہ خوش آئند ہے لیکن جس طرح یہ حکومت "وہ آگیا اور چھا گیا" کے نعرے پر بنی، بہت سی امیدیں ہیں کیونکہ تبدیلی کے نام پر آنے والی حکومت یہ نعرہ کسی کے پاس نہیں تھا، ہم بھی چاہتے ہیں، میرے حلقے کے لوگ بھی چاہتے ہیں، اپوزیشن بنچوں پر جو ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، پوری قوم یہ چاہتی ہے کہ تبدیلی آئے لیکن بجٹ کو دیکھتے ہوئے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ روایتی بجٹ جو کئی سالوں سے اس اسمبلی میں ہر سال پیش ہوتا رہا ہے، کئی چیلنجز کا سامنا ہے، بدامنی ہے، بے روزگاری ہے، مہنگائی ہے، لوڈشیڈنگ ہے۔ جناب سپیکر، پشاور میں ٹیکنکل کالج کا قیام، صوابی میں میڈیکل کالج، میرے خیال سے یہ وہی طریقہ کار ہے، ہمیں امید تھی کہ یہ حکومت، وہ جو روایتی طریقہ کار چل رہا ہے، اس میں چینج لائے گی اور مجھے پورا یقین تھا کہ اس Concept پر عمل کیا جائے گا، جو بڑے بڑے منصوبے ہیں، ہسپتال ہیں یا کالجز یونیورسٹیاں ہیں، ان کو توجہ دی جانی چاہیئے تھی Periphery علاقوں کو تاکہ شہروں پر بوجھ کم ہو اور جو آجکل یہ نظام چل رہا ہے، مثال کے طور پر پشاور کی ٹریفک کا نظام اگر آپ دیکھ لیں، یہ سب اسی وجہ سے ہے کہ جو بڑے بڑے منصوبے ہیں، وہ ادھر لائے جاتے ہیں اور جو بنیادی مسئلہ ہے، پشاور میں ٹریفک کا نظام اس صوبے کے ماتھے پر ایک کلنک ہے، اس کو بالکل سراسر نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ جو منصوبے سامنے لائے گئے ہیں، میرا تو نہیں خیال، ایک پرسنٹ بھی مجھے امید نہیں ہے کہ آئندہ سال تک یہ بحران جو بنا ہوا ہے پشاور میں، یہ ختم ہو جائے گا۔ آپ کوئٹہ جائیں، کوئٹہ میں کشادہ سڑکیں ہیں۔ آپ لاہور جائیں، وہاں پر 11 سال کا ریکارڈ قلیل مدت میں جس طرح میرے ایک دوست نے ذکر کیا، قلیل مدت میں میٹرو بس کا سسٹم آیا ہوا ہے۔ آپ کراچی جائیں، وہاں پر فلائی اوورز، انڈر پاسز کی بھرمار ہے اور پشاور میں ہمارا یہ حال ہے کہ اگر مریض ہو، آفیسرز ہوں، عام غریب طبقہ ہو، جو بھی ہو، وہ ٹریفک میں گھنٹوں گھنٹوں پھنسے رہتے ہیں۔ اسمبلی کا اجلاس ہو تو پھر وہ ساری بددعائیں ہمیں ملتی ہیں تو میرے خیال سے سب سے زیادہ توجہ اس چیز پر دینی چاہیئے تھی۔ تبدیلی تب نظر آتی پوری،

مطلب پورے صوبے کی نظریں ادھر لگی ہوئی ہیں اور یہاں پر کوئی ایسا منصوبہ نہیں آیا، وہی لفظی جو ہیر پھیر ہوتا رہا ہے، اسی کو استعمال کیا گیا۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس بجٹ کو منظور کرنے سے پہلے برائے کرم ایسا کوئی منصوبہ شروع کیا جائے کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے شروع میں کہا تھا اپنی بجٹ سپیچ میں کہ پورے ملک میں لوگ، سرمایہ دار انتظار میں کھڑے ہیں، ہماری حکومت کے انتظار میں ہیں کہ پیسہ آئے گا، Investment آئیگی، یہ ہوگا اور وہ ہوگا، تو ان سے بات کرنی چاہیئے۔ اس کیساتھ ساتھ اگر ایسی چیزیں، میں کسی ضلع پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن قدرتی آفات، اس کے بارے میں بچاؤ کیلئے بہترین منصوبوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ 1122 ایک ادارہ قائم کیا جائے گا دو اضلاع میں، سوات کے میرے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، میرے والد صاحب کئی دفعہ ان کیساتھ اس اسمبلی کے ممبر رہے، تنقید کرنا میرا یہ نہیں ہے کہ وہاں کیوں ہو رہا ہے، یہاں کیا ہو رہا ہے؟ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ آفت کسے کہتے ہیں اور اس صوبے کے عوام کو اس سرزمین کو کن کن آفات کا سامنا ہے؟ اگر زلزلہ آیا تو 2005 کے تباہ کن زلزلے میں سب سے زیادہ تو شانگلا متاثر ہوا ہے، کوہستان متاثر ہوا، بٹگرام متاثر ہوا ہے، مانسہرہ متاثر ہوا ہے۔ اگر آفت سیلاب کو کہتے ہیں تو 2010 میں سیلاب آیا، وہ شانگلا سے آیا، وہ کوہستان سے آیا اور پورے ملک میں پھیل گیا اور ابھی تک ایسے گھر ہیں جناب سپیکر کہ وہ روز بروز گر رہے ہیں، Retaining walls نہیں ہیں، وہاں پر Suspension bridges نہیں ہیں، لوگوں کے آنے جانے کا راستہ سارا مطلب ہے اس پر ہے، پلوں کے ذریعے ہے، ابھی تک اس کی تعمیر نہیں ہوئی اور مجھے یہ یقین تھا کہ اس چیز پر توجہ دی جائیگی کیونکہ پچھلے سال بھی پچھلی حکومت نے 5 اضلاع کو نوازنے کیلئے پی اینڈ ڈی کا ایک سروے سامنے لایا گیا کہ پی اینڈ ڈی کے سروے کے مطابق یہ 5 اضلاع متاثر ہیں، یہ پسماندہ ترین ہیں۔ میں نے اس ٹائم بھی اسمبلی میں کہا تھا کہ پی اینڈ ڈی کے پاس کونسا پیمانہ ہے جس میں پسماندگی کو ماپتے ہیں، جس میں وہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ علاقہ پسماندہ ہے، یہاں یہ کام ہونا چاہیئے؟ اگر یہ سروے پی اینڈ ڈی نے کیا ہے، یہ دو منصوبوں کا جو اعلان کیا ہے، اگر یہ پی اینڈ ڈی نے کیا ہے تو ان سے پوچھنا چاہیئے کہ وہ کیوں ایسا غلط سروے کرتے ہیں؟ اگر پی ڈی ایم اے نے کیا ہے میرے خیال سے، میں نہیں سمجھتا کہ وہ ڈیزاسٹر مینجمنٹ پر مزید کام کر سکتے ہیں اور اگر یہ حکومت نے کیا ہے، تبدیلی کے نام پر آنے والی حکومت نے، تو یہ میرے خیال سے بہت افسوسناک بات ہے کیونکہ

کل میرے دوست نے اچھی بات کی کہ یہ جو وسائل کی تقسیم ہے، یہ پسماندگی کی بنیاد پر ہونی چاہیئے۔ کیا شانگلامیں، یہ جو جنوبی اضلاع ہیں، جو دور دراز اضلاع ہیں، اگر ملاکنڈ ڈویژن، ہزارہ ڈویژن ہے، روڈز کی بات بار بار ہو رہی ہے، یہ بالکل سراسر نظر انداز ہو گئے، وہاں ایک لینک روڈ ایک مین روڈ ہوتا ہے، مریض اگر آرہا ہے، اس اکیسویں صدی میں ہمارے علاقے کے لوگ مریض کو کندھوں پر چارپائیوں پر اٹھائے ہوئے روڈ پر آتے ہیں، وہاں سے پھر ہسپتال لے جاتے ہیں، مطلب ہے اتنی مشکلات ہوتی ہیں۔ اگر بچے ہیں، سکول کا ٹائم ہے، اگر 8 بجے ہیں تو وہ صبح نماز کے بعد گھر سے نکلتے ہیں، تو میرے خیال سے یہ روڈز کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا، یہ ان علاقوں کو زیادہ توجہ دینی چاہیئے تھی۔ جناب سپیکر، میں اس چیز کی وضاحت کروں کہ تنقید کرنا جمہوری عمل کا ایک لازمی جزہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت والے سمجھ رہے ہونگے کہ اپوزیشن تنقید کر رہی ہے، تنقید کر رہی ہے، یہ ایک لازمی جزہے، یہ ہمیں کرنی ہے، ہم نے بتانا ہے آپ کو کہ آپ ادھر غلط سائڈ پر جارہے ہیں اور آپ لوگوں کو یہ برداشت کرنا چاہیئے، آپ لوگوں نے اس تنقید کو برداشت کرنا اور اس پر عمل کرنا، یہ نہیں کہ ہم یہاں پر تنقید کریں اور ادھر سے آپ سن لیں اور بس Tick mark، تو ان شاءاللہ مجھے یقین ہے کہ جلد بازی میں ایسا کوئی فیصلہ نہیں ہوگا، جو تجاویز یہاں سے دی جارہی ہیں، ان پر یقیناً عمل کیا جائیگا۔ جناب سپیکر، تعلیمی ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کیا گیا، ایک بڑا پر کشش نعرہ بڑا زبردست قسم کا نام، میں اس دن اسمبلی میں نہیں تھا لیکن جب میں نے یہ نام سنا تو مجھے کافی خوشی ہوئی کیونکہ وہ پہلی والی بات کہ یہ حکومت کچھ کر کے دکھائے گی، ہمیں پچھلی حکومتوں سے کوئی گلہ نہیں ہے، ہم اسمبلی میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کا ایجنڈا کیا تھا، ہمارا ایجنڈا کیا تھا، یہ سب کو پتہ ہے، ابھی جو حکومت آئی ہے، پورے صوبے کے عوام منتظر ہیں کہ کچھ تبدیلی لائیگی۔ تعلیمی ایمرجنسی کا لفظ استعمال کیا جارہا ہے اور 100 پرائمری سکولز دیئے جارہے ہیں، تعلیمی ایمرجنسی کا لفظ استعمال کیا جارہا ہے اور Wrong پوسٹوں پر ابھی بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی بھی چاہیئے یہ تھا، جو لگ رہا تھا کیونکہ ہم ہمیشہ یہ سنتے آرہے ہیں، جناب سپیکر! دومنٹ میں چاہونگا، یہ سنتے آرہے ہیں کہ پی ٹی آئی کی حکومت نے کافی ہوم ورک کیا ہوا ہے پہلے سے، یہ حکومت میں بیٹھے گی اور تبدیلی آئیگی، تو کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے تھا کہ ان پوسٹوں پر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو ہٹائیں۔ اسی طرح مانیٹرنگ کا کوئی نظام نہیں ہے، اگر آپ صحت کی بات کریں، صحت

کے منسٹر اس ٹائم موجود نہیں ہیں، ان کا تعلق میرے گاؤں سے ہے، وہاں سے بھی یہ الیکشن لڑے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہیں کافی اندازہ ہوگا شانگلا کی پسماندگی کا۔ اگر پورے صوبے کی بات کی جائے تو ہر یونین کونسل میں بی ایچ یو کا قیام بہت ضروری ہے۔ اگر آپ باہر کا نظام لانا چاہتے ہیں، باہر نہ جائیں، لندن اور امریکہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ پنجاب جائیں، وہاں پر دیکھیں ہر یو سی میں بی ایچ یوز بنے ہوئے ہیں، جہاں پر آبادی زیادہ ہے وہاں ڈسپنسری وغیرہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں پر ہمارا یہ حال ہے کہ ایل آر ایچ میں جو ہماری ڈائیلاسز مشین ہے، وہ ہیپاٹائٹس پھیلانے کا باعث بن گئی ہے۔ میں نے اخبار میں ایک فیچر پڑھا تھا، اس میں ایک لسٹ دی ہوئی تھی کہ اتنے اتنے لوگ اس وجہ سے موت کا شکار ہوگئے، ابھی تک انکوائری کیوں نہیں ہوئی؟ اگر ہوئی ہے تو کیا ہوا؟ میرے خیال میں ایوان میں لایا جائے اس چیز کو۔ اس کیساتھ ساتھ جناب سپیکر، جو ایڈہاک ڈاکٹرز ہیں، پچھلی حکومت میں ہم اپوزیشن میں تھے، میں نے اس کا شکریہ بھی ادا کیا تھا کہ جو ایڈہاک ڈاکٹرز لئے گئے تھے کیونکہ پسماندہ علاقوں میں ڈاکٹرز ڈیوٹی نہیں دیتے اور وہ لوگ جو وہاں پر ابھی تعینات ہیں، وہ ان علاقوں سے ہیں، ان U /Cs سے ہیں تو وہ ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ اگر میں اپنے علاقے کی بات کروں تو ہمیں ایک Appendix operation کیلئے دوسرے اضلاع، بٹگرام جانا پڑتا ہے، پشاور آنا پڑتا ہے، Appendix کی وجہ سے مریض مر جاتے ہیں، سرجن موجود نہیں ہے۔ تو میری یہ حکومت سے درخواست ہے کہ ایڈہاک ڈاکٹروں کو فی الفور ریگولر کیا جائے، (تالیاں) پورے صوبے کے جو پسماندہ علاقے ہیں، ان کو یقیناً اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ بدامنی کے حوالے سے سر، میں اتنا کہنا چاہونگا، ابھی تک مختلف واقعات ہوئے ہیں، ممبران اسمبلی چلے گئے ہیں، کل پرسوں واقعات ہوئے، کوئی پالیسی ابھی تک سامنے نہیں آئی، کوئی کمیٹی بھی نہیں بنی، کوئی ایسا جرگہ بھی نہیں ہوا حکومت کے لیول پر، نہ تو ایسی بیٹھک ہوئی ہے کہ جس میں دیکھا جائے کہ کرنا کیا ہے؟ جناب سپیکر، اگر یہ چیز دیکھتے ہیں ہم، یہ پرسوں شوکت صاحب نے یہاں پر کہا کہ مرکز میں یہ کام حکومت کا ہے، ہم حکومت کو نہیں دیکھیں گے، ہماری مرکزی حکومت ہے، میں اس ایوان میں آن دی ریکارڈ یہ کہنا چاہتا ہوں، آپ فیصلہ کریں، آپ آئیں نیٹو سپلائی کے سامنے بیٹھیں، آپ ان سے ٹیکس کا فیصلہ کریں، اگر وہاں بیٹھنا ہے تو ہم آپ کیساتھ بیٹھیں گے بھرپور انداز میں، (تالیاں) ہم مرکزی حکومت کی نہیں مانیں گے، (تالیاں) ہم آپ کا مانیں

گے جو آپ نے کرنا ہے صوبے کے بہترین مفاد کیلئے اور امن قائم کرنے کیلئے۔ یہ جو فیصلے ہو رہے ہیں کہ مقبروں کیلئے جنگلے بنائے جائیں گے اور 200 روپے Pregnant خواتین کو یا کچھ پیسے ان خواتین کی بچیوں کو جو سکول جائیں گی، میرے خیال سے ان منصوبوں کو جس انداز میں پیش کیا جانا چاہیئے تھا، وہ نہیں ہوا۔ تو میری یہ درخواست ہو گی کہ اس کو آپ سنجیدگی سے دیکھیں کہ کرنی کیا چیز ہے؟ جناب سپیکر، ایک اور چیز، مزدور اور محنت کشوں کے فلاح و بہبود کی بات کی گئی اور کان کن، جو لوگ کام کرتے ہیں، کان کن حضرات کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا گیا۔ آپ دیکھ لیں اس صوبے میں سب سے زیادہ مزدور اس شعبے سے وابستہ ہیں، چاہے وہ اس صوبے کے اندر کام کر رہے ہوں، چاہے وہ فاٹا میں کام کر رہے ہوں، بلوچستان میں، اندرون سندھ میں، سب سے زیادہ مزدور اس صوبے سے ہیں۔ تو میرے خیال سے ضروری یہ تھا کہ اس کیلئے کوئی ادارہ قائم کیا جاتا، آئے روز حادثات ہوتے رہتے ہیں، کبھی کان میں دھماکا ہوتا ہے، کبھی زہریلی گیس، اگر وہ جیئیں تو کیسے جیئیں اور اگر مرتے ہیں تو وہ PMDC نامی ایک ادارہ ہے، پتہ نہیں ان کی وہ جو حالت ہوتی ہے مرنے کے بعد، میرے خیال سے اس چیز کو سنجیدگی سے دیکھنا چاہیئے۔ آخر میں ایک چیز جناب سپیکر، کل شام تک حکومت کے ایک نمائندے نے تقریر کی اور وہ مکمل حکومت کے خلاف اور وہ مکمل جو بجٹ پیش کیا گیا، اس کے خلاف تھا۔ یہ اچھی بات ہے، میری یہ خواہش ہو گی کہ حکومتی ممبران کو بولنے کا موقع دیں، ان پر کوئی پابندی نہ لگائیں، وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، وہ اس ایوان میں کہیں اور اس کو سامنے رکھ کر آپ بجٹ میں کوئی تبدیلی کرنا چاہیں تو یہ صوبے کے عوام کیلئے بہت بہترین ہو گا۔ شکریہ آپ کا کہ آپ نے زیادہ ٹائم دیا۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: میں ایک بار پھر نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ ٹائم کا بہت لحاظ رکھیں۔ آپ نے 25 منٹ لے لئے جی۔ میں محمد عصمت اللہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں۔

(تالیاں)

<u>جناب محمد عصمت اللہ</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ۔ وَأَقِيمُواْ ٱلۡوَزۡنَ بِٱلۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُواْ ٱلۡمِيزَانَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہہ   وحدتِ افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام

جناب سپیکر، میں بجٹ پر آنے سے پہلے عرض کرونگا کہ ہم سب نے اس ہاؤس میں حلف اٹھایا ہے اس ملک کے استحکام کا، اس ملک کی سلامتی کا اور اس ملک میں یکجہتی کا اور اسلامی نظریہ برقرار رکھنے کا اور ہم میں سے پھر کچھ حضرات جن میں میرے محترم وزیر خزانہ صاحب بھی شامل ہیں، انہوں نے وزیر کے طور پر حلف اٹھانے میں یہ حلف دہرایا ہے اور جناب سپیکر، میں آپ کے سامنے، اس ہاؤس کے سامنے یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مجھے خوشی ہے کہ میرے سینیئر منسٹر، وزیر خزانہ جناب سراج الحق صاحب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جو خلیفہ عدل سے موسوم ہیں، ان کو آئیڈیل قرار دیا ہے اور جناب والا، یہ وزارت خزانہ یہ دوسری وزارتوں سے اس کی کچھ اور، اور نرالی شان ہے اسلامی نقطہ نظر سے، اسلئے کہ اسی وزات کو سنت یوسفی بھی کہا جاتا ہے۔ جب مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا، بڑا ڈراؤنا خواب تھا۔ اس خواب کی تعبیر میں کچھ سال ملک میں اچھے حالات آنا تھے اور اس سے آگے پھر کچھ سال ناگفتہ بہہ آنا تھے اور اس کی تعبیر حضرت یوسفؑ نے کرتے ہوئے، وہ ارشاد فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اَجْعَلْنِی عَلَىٰ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ، آپ اس روئے زمین کے خزانوں کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈالو، وزیر بناؤ، یہ 'وزر' سے ہے، (یعنی) بوجھ، خزانوں کا بوجھ مجھ پر ڈالو اسلئے کہ میں ان خزانوں کی حفاظت کا طریقہ کار بھی جانتا ہوں اور چونکہ علیم ہوں، امین بھی ہوں تو پھر ان ہی کے وسائل ان ہی لوگوں کے، ضرورتمندوں کی ضرورت کے مطابق تقسیم کرنے کا طریقہ بھی جانتا ہوں۔ تو ہم جناب سراج الحق صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ یہ ان کی سعادت میں دوسری دفعہ وزارت خزانہ ان کو مل رہی ہے لیکن جناب والا، اگر یہ حضرت عمرؓ کو آئیڈیل قرار دیتے ہیں تو میں ان کے گوش گزار کرنا چاہونگا کہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے، ہونا چاہیئے، مسلمان ممالک میں حضرت عمرؓ آئیڈیل ہونا چاہیئے لیکن میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پھر آپ اپوزیشن کی تنقید سے ناراض بھی نہیں ہونگے اسلئے کہ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے اور فرمایا کہ اگر میں سیدھا چلوں، میں انصاف کروں، میں عدل کروں تو آپ میری اطاعت کریں گے لیکن خدانہ کرے، خدانہ کرے اگر کجی آجائے تو پھر؟ تو اسی محفل سے، اسی مجمع سے ایک اعرابی اٹھتا ہے جناب سپیکر، اور فرماتا ہے۔

(عربی) (ترجمہ): خدا کی قسم ہم عمرؓ کی کجی کو اپنی تلواروں کی دھار سے سیدھا کریں گے۔ تو جناب سپیکر، ہم جناب وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کریں گے کہ آپ آئیڈیل حضرت عمرؓ کو قرار دینے

کے بعد اگر تلوار کی دھار سے ہم آپ کو سیدھا نہ کر سکیں تو زبان کی دھار سے سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ ناراض نہیں ہوں گے، اسلئے کہ اسی اعرابی کے کہنے پر حضرت عمرؓ نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو پکڑو، اس نے توہین کی ہے، اس کے خلاف انتقامی کارروائی کرو، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جناب سپیکر، الحمد للہ الحمد للہ، خدا کا شکر ہے، خدا کا فضل ہے کہ عمرؓ کی رعیت میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو عمرؓ کی کجی کو اپنی تلواروں کی دھار سے سیدھا کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر، لہذا یہ حزب اقتدار والے اگر کوئی بات، اگر کوئی کجی کی نشاندہی کرتا ہے تو مجھے یہ امید ہے کہ ان شاء اللہ ہمارے حکومتی ممبرز، وزراء حضرات اور بالخصوص ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس کو بڑی خوشی سے مانیں گے اور اگر ان کو پتہ چلا کہ ہاں یہ مجھ سے لغزش ہوئی ہے، یہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو وہ حضرت عمرؓ کا پیروکار بن کر اس کا تدارک بھی کریں گے۔ جناب سپیکر، حضرت عمرؓ کا کردار ہے، وہ فرماتے ہیں لو مات الکلب جوعاً علی شط الفرات لکان عمر عنه مسئولاً یوم القیامة، اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مرتا ہے تو قیامت کے دن عمرؓ سے پوچھ ہوگی۔ جناب سپیکر، میں اپنے محترم وزیر خزانہ صاحب کے سامنے یہ بات بھی رکھنے کی کوشش کروں گا کہ یہاں تو آپ کیلئے مسئلہ بہت آسان ہے، تحریک انصاف کے پاس انصاف ہے اور آپ کے پاس ترازو ہے، (قہقہے / تالیاں) ان کے پاس انصاف تھا لیکن ترازو نہیں تھا تو وہ کمی بھی آپ نے پوری کر دی، اب آپ کو انصاف فراہم کرنے میں ان شاء اللہ اتنی زیادہ مشکل نہیں ہے۔ جناب والا، میں آپ کے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور وہ انصاف بھی کون دے گا، اب اور کب دے گا، 'اب نہیں تو کب، ہم نہیں تو کون'

(تالیاں) لہذا فوری انصاف کے طور پر اس ملک کے عوام نے تحریک انصاف پر اعتماد کیا ہے۔ اس تمہید کے بعد اب میں آتا ہوں جناب سپیکر، ایک تو جناب سپیکر صاحب، ہمارے وزیر خزانہ صاحب کی تقریر ہے، اس تقریر میں جناب سپیکر، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے رہنماء اصول تین ہیں، مخلوط حکومت کا عوام کو پیغام ہے کہ ریاست مدینہ کا نظام مشعل راہ رہے گا۔ یہ انصاف بھی ہے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے آپ کے پاس ترازو بھی ہے اور دوسرا ہماری مخلوط حکومت کی ترقیاتی ترجیحات کا محور تین رہنماء اصول ہوں گے، ایک غربت کا خاتمہ، محروم عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولیات کی فراہمی اور پسماندہ اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانا۔ تو جناب سپیکر، یہ ان کی بجٹ تقریر ہے اور بجٹ کی کاپی میرے جناب بھائی کے پاس

ہے لیکن اس میں بہت بڑا فرق ہے اور جناب سپیکر، وہ اس طرح ہے کہ یہاں میرا ایک ساتھی یہ بھی کہتا ہے کہ یہ بجٹ ہمارے سرکاری لوگوں نے بنایا ہے، یہ اب آئے تھے، جلدی میں بن گیا ہے لیکن جناب سپیکر، بات سچ ہونی چاہیئے، بات سچ ہونی چاہیئے،افضل الجہاد کلمة حق عند سلطان جائر۔ جناب سپیکر، میں اس کیساتھ اتفاق نہیں کرتا ہوں کہ یہ بجٹ سرکاری لوگوں کا بجٹ ہے، اسلئے کہ اس بجٹ میں وہ منصوبے بھی شامل ہیں جو ہمارے جناب سپیکر صاحب نے سپیکر شپ کے بعد ان کا اپنے حلقے میں اعلان کیا تھا، اس میں صوابی میڈیکل کالج ہے اور اس میں ویمن یونیورسٹی ہے، جو دونوں اس بجٹ کی کاپی میں موجود ہیں اور جناب والا، میں یہ کیسے تسلیم کروں کہ اس بجٹ سے سراج صاحب کو اندھیرے میں رکھ کر کہ یہ بجٹ انہوں نے بنایا ہے، اسلئے کہ اس بجٹ میں سراج صاحب کے حلقے میں تو روڈز موجود ہیں، اس میں ایک روڈ ہے Tameer Mayar to Asmar road, Dir (Lower)، 28 کلومیٹر اور اس کیلئے 350 ملین رکھے گئے ہیں اور دوسرا Improvement and blacktopping, Mayar to Asmar road اور اس کیلئے بھی 100 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور اس کے علاوہ جندول ایریا 10 کلومیٹر روڈ، ایریا جہاں بھی چاہیں ہمارے جناب وزیر خزانہ صاحب، اس کیلئے بھی 10 کلومیٹر روڈ ہے تو جناب والا، میں کس طرح اس کو انصاف کہوں؟ آپ موازنہ کریں جی دیر لوئر سے اور ایک ضلع میں، میں رہتا ہوں جس کا نام ضلع کوہستان ہے، ہاں اگر دیر لوئر میں روڈوں کی ضرورت ہے ضلع کوہستان سے جیسا کہ نام سے بھی پتہ چلتا ہے تو میں مانتا ہوں لیکن اگر ضرورت زیادہ نہیں ہے اور انہوں رکھا ہے اور یہ حضرت عمرؓ کو آئیڈیل قرار دے رہا ہے تو لہٰذا ان کو چاہیئے کہ اس اے ڈی پی میں تبدیلی لائیں (تالیاں) اور انہوں نے جو اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ ہم پسماندہ اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لائیں گے۔ اگر ہمارے وزیر خزانہ کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہے تو اس کو پھر تبدیلی لانی چاہیئے۔ جناب سپیکر، ہم وسائل کی تقسیم اسی بنیاد پہ چاہتے ہیں کہ جہاں ہم دوسرے لوگوں سے مانگتے ہیں، وفاق سے اگر ہم آبادی کی بنیاد پر وسائل مانگتے ہیں، وفاق سے اگر ہم غربت کی بنیاد پر وسائل مانگتے ہیں، امن وامان کی بنیاد پر وسائل مانگتے ہیں تو وہ ترازو جو مانگنے کیلئے ہم نے رکھا ہے، اگر ہم دینے کیلئے کوئی اور ترازو استعمال کریں تو جناب سپیکر، (تالیاں) تو پھر "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور" کی مثال بن جائے گی۔ (تالیاں جناب سپیکر، میں

آپ کی وساطت سے اپنے وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں بخدا آپ سے انصاف کی توقع ہے، آپ وزیر خزانہ ہیں، آپ یہ مت سوچیں کہ کوہستان سے جماعت اسلامی کو کوئی امیدوار کیوں نہیں ملا؟ یہ ہوتا رہتا ہے۔ (قہقہے) اور دیر کے لوگوں نے جماعت اسلامی کو کیوں ووٹ دیا؟ اگر آپ انصاف کا ترازو اس کو رکھتے ہیں تو جناب سپیکر، پھر حضرت عمرؓ نے تو انسانوں سے آگے بڑھ کر حیوانوں کی بھی دیکھ بھال کی ذمہ داری اٹھائی تھی، تو آپ ہمیں ٹھیک ہے بالکل جماعت اسلامی کے دائرے سے نکالیں لیکن انسانوں کے دائرے سے ہمیں مت نکالیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر، میں اپنے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آپ کا احتساب ہم بھی کریں گے، آپ کے انصاف کا بھی احتساب ہم کریں گے کیونکہ آپ نے حضرت عمرؓ کا نام استعمال کر کے ہمیں آسان بنا دیا ہے، ہمیں آسان بنا دیا ہے (تالیاں) اور تحریک انصاف نے انصاف کا نعرہ لگا کر اور پھر "اب نہیں تو کب، ہم نہیں تو کون" کہہ کر، دیواروں پر لکھ کر ہمیں آسان بنا دیا ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر، لہذا میری یہ استدعا ہے کہ جناب والا! اس پر نظر ثانی کی جائے کیونکہ یہاں کچھ اضلاع ترقی یافتہ ہیں، کچھ اضلاع ترقی پذیر ہیں، کچھ اضلاع پسماندہ ہیں اور کچھ اضلاع جناب سپیکر، پسماندہ ترین ہیں (واہ، واہ) اور پسماندہ ترین اضلاع میں تورغر اور کوہستان صرف دو اضلاع ہیں جہاں ابھی تک کسی قسم کا کوئی کالج نہیں ہے، کوئی ہسپتال نہیں ہے، ہر قسم کی سہولیات سے محروم ہیں۔ لہذا اگر آپ غربت کے خلاف جنگ چاہتے ہیں، اگر آپ تعلیم عام کرنے کے حوالے سے وہاں جنگ چاہتے ہیں تو آپ کیلئے ایک وسیع میدان کوہستان اور تورغر میں موجود ہے، لہذا اگر آپ نے اس کو نظر انداز کیا تو ہم ظلم کو انصاف نہیں کہہ سکتے ہیں جناب سپیکر، ہم زیادتی کو انصاف نہیں کہہ سکتے ہیں جناب سپیکر اور ہم آج کل، جناب سپیکر! آخری بات، آج کل کوہستان کو آپ ایسا مت سمجھیں جو پہلے تھا، جناب سپیکر، آج کوہستان پاکستان کی شہ رگ بن چکی ہے، آپ کی شاہراہ قراقرم وہاں سے گزرتی ہے، آپ کا بھاشا ڈیم وہاں پر واقع ہے، آپ کا داسو ڈیم وہاں پر واقع ہے، آپ کا دبیر پٹن منصوبہ وہاں شروع ہے، کیال پٹن منصوبہ وہاں شروع ہے، لوئر سپٹ گاہ وہاں شروع ہے اور اس طرح لوئر پالس بھی وہاں ہے۔ تو جناب سپیکر، میں اپنے وزیر خزانہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ کوہستان بلوچستان بن جائے۔ (تالیاں) جناب سپیکر، ایسا نہ ہو کہ کوہستان وزیرستان بن جائے، (تالیاں) ایسا نہ ہو کہ آپ کے اس زور اور ظلم

اور ناانصافی کی وجہ سے وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور پھر آپ کیلئے بدامنی کا ایک اور محاذ کھل جائے۔ (تالیاں) یہ میں اسلئے کہتا ہوں جناب سپیکر کہ کفر کی حکومت تو برداشت کی جا سکتی ہے لیکن ظلم کی حکومت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا، (تالیاں) لہذا میری آخری درخواست ہو گی کہ اس بجٹ کو اپنی تقریر کے مطابق بنائیں اور اگر آپ نے اس کے مطابق نہ بنایا تو یہ کوہستان کیساتھ بالخصوص سراسر زیادتی ہے، میں اس کو ظلم تصور کرتا ہوں، اس کو میں ناانصافی تصور کرتا ہوں اور بجٹ کی یہ کاپی جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کی حکومت کے ماتھے پر بدنما داغ ہے (تالیاں) اور اس بجٹ کی کاپی کو جناب سپیکر، میں ٹشو پیپر تو نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن عام پیپر اور اس بجٹ کاپی کے درمیان مجھے کوئی فرق نہیں ہے اور کوہستان کیساتھ جناب وزیر خزانہ صاحب کی اس زیادتی کی بنیاد پر میں علامتی واک آؤٹ کرتا ہوں۔ وآخرُ الدَعوَانا أنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

(تالیاں)

(اس مرحلہ پر جناب محمد عصمت اللہ، رکن اسمبلی ایوان سے علامتی واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ ڈاکٹر مہر تاج روغانی صاحبہ، مہر تاج روغانی صاحبہ۔

ڈاکٹر مہر تاج روغانی {معاون خصوصی (سماجی بہبود)}: جناب سپیکر صاحب! 'سوری' میں تو، یہ Out of space ہو گا، (تالیاں) I did not want comment, I did not want question, I did not want suggestion، میں صرف ایک بات کرنا چاہتی تھی، وہ آج کے اس میں ٹھیک نہیں جائے گا، کل ٹھیک تھا اگر میں کرتی، وہ صرف ایک بات ہے، وہ یہ ہے کہ جب اپوزیشن میں لیڈر آف اپوزیشن نے بہت اچھی تقریر کی، Attention, please، جب انہوں نے یعنی لیڈر آف اپوزیشن نے ایک ایک پوائنٹ Threadbare discuss کیا ہمارے بجٹ پہ، اس کے بعد بابک صاحب نے بہت، اینڈ وہ نہیں ہیں، ___ نزہت صاحبہ۔۔۔۔۔

اراکین: نگہت صاحبہ۔

معاون خصوصی (سماجی بہبود): نگہت صاحبہ، لیکن After that what happened? one after the other, one after the other, revolving the same thing, again and again and again, honestly, towards the end of the day, مجھے

مجھے بجٹ سے نفرت ہوگئی کہ خدایا! ،Yesterday, I felt like vomiting and nausea وہی باتیں بار بار، Yes آج I agree اکہ چیزیں نئی ہوئی ہیں، آج Constructive policies پہ، ہم Definitely ان کو لیتے ہیں۔ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیئے، کچھ تنقیدیں ایسی ہیں We will certainly accept it جیسے آج بہت اچھے پوائنٹس آئے ہیں ((تالیاں) لیکن پلیز بعض باتیں ایسی ہیں کہ Repetition نہ ہو، Time is very precious، میں ایک ڈاکٹر ہوں، میں سوچ رہی تھی کل کہ خدایا! یہ چار دن میں کتنے مریض دیکھ سکتی تھی، میں کتنے، 'سوری' آپ ہنسیں گے، میں کہوں گی کہ میں کتنے پیسے کما سکتی تھی، یہ میں کہاں آگئی ہوں؟ It`s wastage of time، مجھے تو یہ لگ رہا ہے، Please repetition-----

(شور)

Special Assistance (Social Welfare): Please-----

(Interruption)

معاون خصوصی (سماجی بہبود): نہیں نہیں Just سنیں۔ Let me finish then you can have-----

(Interruption)

معاون خصوصی (سماجی بہبود): نزہت-----

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر!

Special Assistance (Social Welfare): Nighat! Let me finish and then you can say whatever you want. What I am saying-----

(Pandemonium)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ انہیں موقع دیدیں، سننے کی ذرا جو ہے تو، انہیں سنیں جی۔

(شور/ قطع کلامیاں)

معاون خصوصی (سماجی بہبود): نہ نہ خیر ہے، What I am saying کہ Please repetition بہت زیادہ نہ ہو، We all are educated people and when you say something, honest to God, I have written each and every speech of yours, but I am waiting for Siraj Sahib, he will be answering you. In case کوئی Point miss ہو گیا تو ہم کہہ دیں گے۔ میرا یہ پوائنٹ نہیں ہے کہ ضائع ہے، میں نے کہا

کہ پہلے دن کی سپیچز میں ہم نے وہ سارا سن لیا تو پلیز بہت Repetition نہ ہو، میری یہی ریکویسٹ تھی اور یہ میں کل کہنا چاہتی تھی لیکن سپیکر صاحب جو ہیں ٹریژری بنچز کو، ٹھیک ہے خیر ہے نہ دیں ٹائم، اپوزیشن کو زیادہ ٹائم دیں، We like that کہ آپ لوگوں کو زیادہ وقت دیں۔ شکریہ، Thank you very much۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نجمہ شاہین صاحبہ۔

محترمہ نجمہ شاہین: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ سب سے پہلے اللہ رب العزت کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ موقع فراہم کیا اور عزت کا مقام دیا۔ اس کے بعد سپیکر صاحب، میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب سپیکر صاحب، یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، عوام کو اس بجٹ سے بہت سی توقعات تھیں کیونکہ ہمارے مسائل بہت زیادہ ہیں بلکہ ایک بڑے سے بڑے لیڈر سے لیکر ایک عام مزدور تک مسائل کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ جناب سپیکر، اس کے مقابلے میں یہ بجٹ بہت کم ہے اور جناب سپیکر صاحب، جیسا کہ ہمارے بہت سے ممبران اس بات کو پیش کر چکے ہیں کہ ہمارے KPK کا سب سے بڑا مسئلہ بدامنی اور دہشتگردی ہے۔ ہم اس وقت تک ترقی کی طرف گامزن نہیں ہو سکتے، ہم اس وقت تک ترقی اور تعلیم کی طرف گامزن نہیں ہو سکتے اور ہمارا کوئی منصوبہ بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم ان سارے مسئلوں کا، یعنی اس دہشتگردی کا قلع قمع نہیں کرتے۔ جناب سپیکر صاحب، صوبے کے تمام تر وسائل کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے اور ان مسائل کو حل کرنا چاہیئے جن میں مذہبی، انسانی اور مالی مسائل سرفہرست ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، ہم کامیابی کے ان قدموں کو چھو سکتے ہیں جب ہم اس ملک میں امن کو قائم کر سکیں گے۔ جناب سپیکر صاحب، آپ اور ایوان کے علم میں یہ بات ضرور ہے کہ ہمارے پورے صوبے میں قدرتی ذخائر موجود ہیں خاصکر کوہاٹ ڈویژن میں، کہ جس میں تیل، گیس جپسم، پتھر، یورینیم اور نمک جس سے حکومت کو ریونیو ٹیکس حاصل ہوتا ہے اور صرف کوہاٹ کا 10 فیصد حصہ، 10 فیصد رائلٹی، تخمینہ جو کہ 2 ارب 50 کروڑ ہوتا ہے، اس صوبے سے نکلنے والی معدنیات کو اگر اسی علاقے پر لگایا جانا لازمی بنایا جائے تو شاید ہم ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، پورے صوبے کے عوام کے مسائل ایک ہی ہیں، تعلیم، صحت، صاف

پانی اور بجلی۔ میں خاصکر کوہاٹ جہاں پچھلے 10 سالوں میں کوئی ترقیاتی کام حکومت نہیں کیا، اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ جہاں ہاسپٹل، لیاقت ہاسپٹل، چلڈرن ویمن ہاسپٹل، ایمرجنسی اور لیاقت ہاسپٹل جو کہ کوہاٹ بازار کی پارکنگ بنا دیئے گئے ہیں، اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ جہاں دور دراز کے علاقوں سے جیسے ہنگو، شکردرہ وغیرہ کے لوگ آتے ہیں، جہاں نہ جنریٹر کیلئے تیل میسر ہوتا ہے اور نہ، وہاں پر ایمرجنسی میں دیکھا جائے تو گندگی کے ڈھیر ہوتے ہیں اور مشینری کوئی میسر نہیں ہوتی اور مریضوں کو کے ڈی اے ہاسپٹل ریفر کر دیا جاتا ہے اور جو مریض غریب ہیں کیونکہ امیر کی Approach تو پرائیویٹ ہاسپٹل میں ہو سکتی ہے لیکن جو غریب عوام ہیں، وہ کے ڈی اے پہنچ کر پشاور ریفر کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ وہاں تو صرف بلڈنگ موجود ہے اور اس کے علاوہ کوئی Facility، عملہ یا مشینری موجود نہیں ہوتی۔ تو جناب سپیکر صاحب، میں اس میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس پر خاص توجہ دی جائے۔ جناب سپیکر صاحب، ایجوکیشن کے حوالے سے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، شاید کہ یہ کافی ہو، اگر اس کو ایمانداری کیساتھ استعمال کیا جائے، چونکہ خواندگی یا تعلیم اس KPK کا سب سے بڑا اور اہم مسئلہ ہے اور خاصکر میں خواتین کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ایک عورت جس کو بچوں کی پرورش کرنا ہوتی ہے، اس کیلئے تعلیم نہایت ضروری ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ماں کی گود ایک بہترین مدرسہ ہے، اس میں بچوں کی تربیت کرنا ہوتی ہے اسلئے امیر لوگ تو تعلیم کی Facility حاصل کر سکتے ہیں لیکن غریب، غرباء کیلئے سارے جو سکولز قائم ہیں سرکاری، ان کو وہی درجہ اور مقام دیا جائے جو کہ آج سے 30، 40 سال پہلے تھا کہ جس سے ہمارے بڑے بڑے ڈاکٹرز، انجینئرز اور آپ جیسے لوگ پڑھ کر نکلے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، موجودہ حکومت کو اس بجٹ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے کیونکہ جناب سپیکر صاحب، ان کا نعرہ یہی ہے کہ "نیا پاکستان بنانا ہے" اور ان کے سامنے KPK کا صوبہ ہے اور انہوں نے اس کو نیا بنانا ہے۔ عوام نے صوبائی حکومت کو منتخب تو کیا ہے، اب سارے عوام کی امیدیں ان سے وابسطہ ہیں اور امید کرتے ہیں کہ یہ توقعات پر پورا اتریں گے۔ جناب سپیکر صاحب، میں مختصر تجاویز کیساتھ اپنی تقریر ختم کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ مفتی فضل غفور صاحب سے گزارش ہے کہ وہ، مفتی فضل غفور صاحب۔

(تالیاں)

مولانا مفتی فضل غفور: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه جی۔ جناب سپیکر، زه ستاسو انتهائی شکریه ادا کوم چې په دغه معزز ایوان کښې ما ته د بجټ سپیچ په حواله باندې د خپلو خبرو شیئر کولو موقع تاسو په لاس باندې راکړله۔ جناب سپیکر، زمونږ فنانس منسټر معزز جناب سراج الحق صاحب چې کله د خپل تقریر آغاز کولو، د بجټ تقریر نو په هغې کښې ئے فرمائیلی وو چې د مدینه منوره اسلامی ریاست به زمونږ د پاره د یو ماډل سټیټ په حیثیت باندې وی۔ د هر یو اسلامی ریاست بنیاد په دوه څیزونو باندې وی۔ ابرهیمؑ چې کله د الله د کور ورمبنۍ ګټه کیښودله او هلته د یو معاشرې او د یو ریاست د قیام آغاز ئے وکړو، د الله نه ئے دوه خبرې وغوښتلې رَبِّ ٱجۡعَلۡ هَـٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرۡزُقۡ أَهۡلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ، خدایا دغه ښار امن والا جوړ کړې، د دغې ښار وسیدنکی خلقو ته د ژوند بهترینې میوې ورنصیب کړې۔ د یو اسلامی ریاست دوه بنیادی صفات په دغه ځائے کښې الله رب العالمین دنیائے انسانیت ته پریښودل۔ د ټولو نه ورمبنۍ خبره د امن عامه او دویمه خبره د خوشحال معشیت، بهترین اقتصادیات۔ نن ډیرې لوئے بدقسمتئ سره زمونږ او ستاسو دغه وطن عزیز د دې سره مخامخ دے۔ په دغه خطه باندې چې کوم یو هم سپر پاور د زور آزمائی آغاز کوی، که برطانیه راغلې وه په دغه خطه باندې ئے اټیک کړے وو، رشیا، سویت یونین خپل پنجه آزمائی او زور آزمائی په دغه خطه باندې کړې وه او بیا چې کله امریکه، چې هغوی اعلان وکړو، برسرعام ئے اعلان وکړو، وئیل ئے No one can prevent us to become world leader" ،ہمیں دنیا کی حکمرانی سے کوئی بھی نہیں روک سکتا او په دغه خطه باندې ئے حمله وکړله۔ زمونږ د بدقسمتئ نه یوه طبقه همیش د پاره د بین الاقوامی مفاداتو د پاره خپل وطنی مفادات قربانوی او د دغې اصولو پیش نظر هم هغه طبقه بیا " چڑھتی سورج کے پجاری" په طور باندې د هغوی د وړاندې سجده ریز شوله۔ زمونږ د ملک پالیسئ ئے 'هائی جیک' کړلې او د هغې پالیسو په نتیجه کښې نن دغه خطه د امن په ځائے باندې د جنګ یو سماں پیش کوی۔ دلته خلق مړه کیږی، وجه ئے نه ده معلومه۔ په مختلفو لباسونو کښې، په مختلف

یونیفارمز کښې، په مختلفو شکلونو کښې، نه قاتل ته دا پته شته چې زه ولې خلق وژنم، نه مقتول ته دا پته شته چې ما خلق ولې وژنی؟ د دغې جنګ په دلدل کښې دغه قام چې کوم پهنساؤ شوے دے جناب سپیکر، دا یوائې د دې حکومت نه، دا زمونږ او ستاسو د اپوزیشن او د دې حکومت مشترکه ذمه داری ده چې په دغه حواله باندې په ټهنډې دل و دماغ سره کښېنی او په دې باندې سوچ وکړی او بیا جناب سپیکر، په دغه حواله باندې په 2008 کښې متفقه قراردادونه د قومی اسمبلئ او د سینټ موجود دی چې د ملک په پالیسو باندې د نظرثانی وکړلې شی خو د بدقسمتئ نه زمونږ په ملک کښې په ظاهره باندې خو برسراقتدار طبقه یوه ښکاریږی خو د دننه نه چې کوم Powerful بااختیاره طبقه ده، هغه بله ده۔ زمونږ حکمرانانو د دغې عوامی اسمبلو، د دغې عوامی مینډیټ، د دغې عوامو اسمبلو، د دغې عوامی نمائندګانو هغه متفقه قراردادونه په دغه ملک کښې Implement نه کړلې شو، دا زمونږ او ستاسو د پاره د ډیر لوئے افسوس خبره ده، لهذا پکار دا ده، مونږ به د الیکشن په دوران کښې دا اوریدل چې "Now or never"، "ابھی یا کبھی نہیں" اوس یا هیڅ وخت هم نه، زما په خیال پکار دا ده چې دغه نعره مونږه عملی کړو، یو مشترکه حکمت عملی، یو مشترکه جدوجهد د پاره مونږ دغې قام ته ورکړو او زما په خیال باندې۔۔۔۔

<u>اراکین:</u> دا خو جی په امن و امان باندې لګیا دے، په بجټ باندې د راشی۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> د بجټ حوالې سره که تاسو تجاویز ورکوئ۔۔۔۔

<u>مولانا مفتی فضل غفور:</u> زما په خیال باندې جی امن، امن عامه دا زمونږ د بجټ د Implementation د پاره د ټولو نه وړمبې، هغه Basic او یو بنیادی څیز دے نو زما رائے په دیکښې دا ده چې زمونږ په ملاکنډ ډویژن په قبائیلی سیمو کښې چې دا کومې آپریشنې شروع دی او په هغې سره عام خلق د کومو ستونځو او مشکلات سره سره مخامخ دی، پکار دا ده چې زمونږ کوم سویلین، زمونږ چې کوم سول لاء اینډ آرډر ایجنسیز دی او فورسز دی، د هغوی دومره جهادی تربیت وکړلې شی، هغه دومره Enforce کړلې شی چې هغه د ایمرجنسی نه د وتلو د پاره جوګه شی او د هغې علاقې او د هغې قام د عزت او د روایاتو خیال

وساتی۔ جناب سپیکر، د کوم حده پورې د خوشحال معیشت خبره ده نو درې
Pillars، درې ستنې د هر یو معیشت بنیادی د هغې بنیاد وی، یو په هغې کښې
صنعت و حرفت دے، دویم په هغې کښې زراعت دے او دریم په هغې کښې
تجارت دے۔ زمونږ په بجټ کښې بیشکه چې په دغه درې حوالو باندې خبرې
خو شته او د عملی اقداماتو به په راروان وخت کښې پته لگی او زما په خیال
باندې اوس وخت داسې دے چې مونږ له د روایتی سیاست نه وتل پکار دی، دا
هم نه ده پکار چې اپوزیشن بنچونو کښې ناست زمونږ وروڼه د حکومت په هر
اقدام باندې مخالفت وکړی، دا هم نه ده پکار چې په ټریژری بنچز باندې او په
حکومتی بنچز باندې ناست خلق د د حکومت په خامو، په کوتاهو باندې سترگې
پټې کړی بلکه پکار دا ده چې د هر ښه کار د ستائنه وکړلې شی او د هر بد کار د
غندنه وکړلې شی، نو زه په دغې حواله باندې یو څو تجاویز ستاسو به وړاندې
ایږدم۔ په صنعت و حرفت کښې د ټولو نه بنیادی کردار دا معدنیات ادا کوی او
دا زمونږ خوش قسمتی ده، We have a lot of mineral resources, we have
a lot of natural resources، دلته د قدرتی وسائلو کمے نشته، دلته د
معدنیاتو کمے نشته، بد قسمتی دا ده، دلته Mismanagement دے، دلته ښه
Management نشته، دلته هر معدنیات په صحیح طریقې سره رااوباسلی کیږی
نه، دلته هغه مخکښې د پروډکشن د پاره او د څیزونو تیارولو د پاره Forward
کیږی نه، لهذا زما رائے دا ده چې په کوم ځائے کښې هم Raw materials دی،
هلته د په هغه ځائے کښې د هغې د کارآمد کولو د پاره او د هغې د فائدې او د
منافع بخش جوړولو د پاره د سوچ وکړلے شی او په دې باندې د باقاعده هغه
Think tanks کښېنولے شی او ورسره ورسره دا زه منم جی چې په بونیر کښې د
ماربل سټی قیام د صوبائی حکومت د طرف نه په بجټ کښې خوش آئند دے او دا
ډیره بهتره خبره ده خو د دې د پاره چې په وړومبنی کال کښې کومې پیسې، کوم
رقم کیښودلے شوے دے نو زما په خیال باندې چې په دې سره خو به Land
purchase هم ونکړلے شی، بهتر دا ده چې د دې دا Cost د لږ سیوا کړلے شی۔
ورسره ورسره بونیر کښې د ماربلو یو ډیر لوئے بزنس شروع دے، په دغه غرونو
کښې د Explosives او د بارودو په استعمال سره جناب سپیکر، کورونه

Damage کیږی، هسپتالونه Damage کیږی، سکولونه Damage کیږی، روډونه Damage کیږی، لهذا جدید ټیکنالوجی د بروئے کار راوستلې شی او دغه خلقو ته د هلته Provide کړلې شی۔ ورسره ورسره جناب سپیکر! چې څومره هم د هغې ځائے نه حکومت ته آمدنی راځی، د رائلټی په شکل کښې راځی یا چې څومره هم هلته خلق په روزګار باندې لګیدلی دی یا هلته چې د دغې ماربلو په درنګونو کښې څومره هم دا هیوی مشینریانې استعمالیږی، بلډوزرز استعمالیږی، لوډرز استعمالیږی، Excavators استعمالیږی او په هغې کښې بیا د هغې سره مناسب ډیزل خرچ کیږی، پټرول خرچ کیږی، خلق په کار باندې لګیدلی دی، د هغې سره سره پکار دا ده چې Facilities هم هغوی ته، دغه علاقې ته د هغې مناسب ورکړلې شی، څومره چې د هغې نه حکومت ته هغه آمدنی دا ترینه راځی۔ جناب سپیکر، د صحت په حواله باندې زما څو تجاویز دی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لږ د ټائم خیالساتئ، ټائم کم دے جی۔

مولانا مفتی فضل غفور: خیر دے جی، زه به یو دوه نور واخلم۔ محترم جناب سپیکر، د لوډ شیډنګ مسئله، دا ټهیک ده چې د ټولو خلقو د پاره دا د عذاب باعث دے او بالخصوص په هسپتالونه کښې چې کوم مریضان پراته وی، د هغوی د پاره ډیر لوئے تکلیف او ډیر لوئے عذاب د دې نه جوړ شوے دے۔ زما تجویز به دا وی، پکار خو دا وه چې زمونږ منسټر حضرات ټولو دلته تشریف کیښودلے چې د چا څه قسم تجویز هم هغوی د منسټرئ متعلق ورکولے چې هغوی په هغې باندې غور کولے او د ځان سره ئے نوټ کولے خو بهرحال زما دا تجویز دے چې د چارکول چارجز په نوم باندې مختلف ډیپارټمنټس ته کوم فنډز ورکولی کیږی نو هغه انتهائی په بوګس طریقو باندې د هغې بلونه راا وځی حالانکه سروتکې به ژمی کښې هیڅوک هم په خپلو دفاترو کښې نه استعمالوی۔ اوس هم چې زه راتلم، زمونږ ډی ایچ او ما سره خبرې کولې نو ما ته ئے دغه خبره وکړله چې تاسو دا تجویز ورکړئ چې دغه چارکول چارجز د ختم کړلې شی ځکه چې د هغې استعمال نه کیږی نو د دې څه فائده نشته، البته دا ده چې خلق د دې د بوګس بلونو جوړولو د پاره مختلف قسم حیلې بهانې جوړوی، د دغې په ځائے باندې په هسپتالونو کښې چې څومره جنریټرې پرتې دی، د هغې د پاره د ډیزل وغیره په

دغه مد کښې، په دغه مد کښې هغه فنډ منظور کړلے شی نو دا به ډیره زیاته بهتره خبره وی۔ ورسره ورسره جی چې څومره د هسپتالونو اپ گریډیشن کیږی نو بیا د هغې په Running، د هغې چې کومRunning cost دے، په هغې Running cost کښې د هم ورسره ورسره اضافه وکړلې شی ځکه ظاهره خبره ده چې کله سټاف سیوا شی، بلډنګ سیوا شی، بیا د هغې سره سره اخراجات وغیره هم سیوا کیږی نو دا تجویز دے۔ په بونیر کښې تقریباً ساڑھے نو سے لیکر دس لاکھ تک آبادی ده، په یو هسپتال باندې Depend ده او هغه هسپتال چې اپ گریډ شوے دے د'کیټیګری سی' نه' کیټیګری بی' ته، تر نن تاریخ پورې په هغې کښې سټاف پوره نکړلے شو نو زما په خیال باندې پکار خو دا ده چې په دغه عظیمه آبادئ باندې'کیټیګری اے' هسپتال د بونیر ته Provide کړلے شی ځکه زمونږ سره په ګاؤنډ کښې د صوابئ ضلع ده، په صوابئ ضلع کښې 16 لاکھ آبادی ده، د دغې 16 لاکھ د پاره' کیټیګری اے' هاسپټل هم شته او ډسټرکټ هاسپټل هم شته، پکار دا ده چې که ډسټرکټ هاسپټل مونږ سره نه وی په بونیر کښې نو چې'کیټیګری اے' هاسپټل خو د خامخا Provide کړلے شی۔ ورسره ورسره د دې هسپتالونه د پاره د ریکروټمنټ یا د هغوی د فنډ په مد کښې، د Repair په مد کښې د باقاعده فنډز کیښودلې شی او د دې سره سره زمونږ د آر ایچ سی'جووړ ' هسپتال چې کوم دے، په هغې کښې هم د مرمت زیات ضرورت دے، لهذا په دغه باندې د غور وکړلے شی۔ نور د تعلیم وغیره متعلق هم څه تجاویز شته خو چونکه تاسو وایئ ختم دے، بار بار مو درخواست وکړو، لهذا زه خپل تقریر په دغه باندې ختمول غواړم۔ وآخِرُالدَّعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سمیع اللہ علیزئی صاحب۔

(تالیاں)

جناب سمیع اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔جناب سپیکر، میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور ایوان میں کافی ساری تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ میں اپنے ڈسٹرکٹ سے متعلق ایک دو تجاویز اپنے بزرگ

وزیر خزانہ صاحب کو لازمی پیش کرنا چاہونگا کہ سر، ہمارا تقریباً 2 لاکھ 86 ہزار ایکڑ کا جو رقبہ ہے جس میں ایک طرف چشمہ رائٹ بنک کینال آگیا ہے اور دوسری طرف گومل زام ڈیم آگیا ہے جس کے اندر آپ کے رود کوہی کے جو Water rights تھے، وہ ان کے سارے کے سارے ختم ہو گئے ہیں، تو ان کا واحد جو حل ہے That is Lift Canal اور اس صوبے کا جو پانی ہے، 2700 کیوسک جو کہ 1991 کے Water accord کے مطابق، جب سے وہ Accord بنا ہے تو وہ صرف اور صرف Use ہی ڈی آئی خان میں ہو سکتا ہے۔ الحمدللہ ڈی آئی خان جو ہے، وہ تین صوبوں کے سنگم کے اوپر واقع ہے اور یہ ہماری فوڈ باسکٹ ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح، آج نیوز میں بھی آیا ہوا تھا اور لودھی صاحب سے بھی میری بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم گندم پنجاب سے بھی Procure کریں گے، تو اگر آپ ایسے منصوبے، چونکہ فلاحی منصوبے ہیں اور جن کیساتھ عوام کا روزگار جڑا ہوا ہے، چونکہ ایگریکلچر سب سے زیادہ Employement generation کا سیکٹر ہے، خاصکر یہ جو دہشت گردی ہے یا اس معاملے میں بھی دیکھیں کہ اگر ہم ان لوگوں کو بندوق کی جگہ ہل چلانے کیلئے کہدیں یا ہل چلانے کیلئے مواقع فراہم کر دیں تو دہشت گردی بھی کم ہو جائے گی اور الحمدللہ ہمارا جو ڈسٹرکٹ ہے، اس کیلئے بھی بہت بہتری ہو جائے گی اور پراونس کیلئے بھی بہت بہتری ہو جائے گی۔ تو جناب والا، تقریباً اس سیزن کے اندر شوگر 'کین' کے سیزن کے اندر 5 ارب روپے کی Payment شوگر ملز نے ہمارے Farmers کو کی ہے اور یہ واحد ضلع ہے پورے خیبر پختونخوا کا جس کے اندر چار شوگر ملز ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ، میں پچھلی اسمبلی کے اندر انڈسٹریل منسٹر بھی تھا تو بنوں شوگر مل کو بھی، کیونکہ بنوں میں اتنا گنا نہیں ہوتا، اس کی بھی ہم نے Recommendation کی تھی کہ ڈی آئی خان میں وہ لگ جائے، تو میری اپنے ایوان سے یہ گزارش ہے کہ پچھلی دفعہ بھی وفاق نے تقریباً 3 ارب روپیہ اس کے اندر رکھا تھا تو میں ریکویسٹ کرتا ہوں ایوان سے کہ جس طرح مولانا صاحب نے بھی بات کی ہمارے ڈسٹرکٹ کی، میرے ایک سینیئر پارلیمنٹرین ہیں، جاوید اکبر خان نے بھی بات کی، تو لفٹ کینال ہمارے پورے ڈی آئی خان کے دل کی دھڑکن ہے جی، تو میرا اپنے ایوان سے اور اپنے دوستوں بھائیوں سے یہی استدعا ہے کہ اس تجویز کو مانا جائے اور کچھ نہ کچھ مجھے پتہ ہے کہ یہ Sixty billion rupees کا پراجیکٹ ہے لیکن یہ اس کے اندر ورلڈ بینک بھی بہت Interested

ہو سکتا ہے، اس کے اندر ایشین ڈیویلپمنٹ بینک بھی بہت Interested ہو سکتا ہے اور صرف اور صرف ہمارا یہ 2700 کیوسک پانی جو سندھ اور پنجاب لے رہا ہے، اگر ان سے ہی ہم اپنے Water rights کی بھی بات کریں، وہ جو 1991 سے ہمارا پانی استعمال کر رہے ہیں اور ہماری اس پانی کیساتھ جو رائلٹی بنتی ہے تو ان کیساتھ بھی ہم اشتراک سے اس منصوبے کو چلا سکتے ہیں اور اس کے علاوہ ستار صاحب نے بات کی ایگریکلچر ٹیکس کی، تو ہمارے اس صوبہ میں انڈسٹریز ختم ہو چکی ہیں، لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے تو ایک واحد سیکٹر رہ گیا ہے ایگریکلچر جی، تو اگر ایگریکلچر میں پہلے ہی کسان اتنا پسا ہوا ہے کہ اگر اس پہ آپ دوبارہ کوئی اور ٹیکس لگائیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہ نہایت نامناسب بات ہو گی اور اس کے اندر ہمارے صوبے کو بھی نقصان ہو گا کیونکہ اصلی جو آزادی ہے جناب والا، وہ معاشی آزادی ہے اور اگر ہم کسی کو روزگار اور معاشی آزادی فراہم کریں گے، خاصکر جو ہمارا ڈسٹرکٹ ہے کیونکہ تین صوبوں کے (سنگم) اوپر یہ واقع ہے اور گوادر سے بھی سب سے Short route اس کا آئے گا، اگر یہ خنجراب سے، میاں صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہم وہ راستہ نکال رہے ہیں، تو میری بھی اپنے ایوان سے یہی استدعا ہے کہ لفٹ کینال کیلئے اس میں کچھ نہ کچھ لازمی ایڈیشن کی جائے۔ Thank you very much۔

(تالیاں)

Mr. Deputy Speaker: The Sitting is adjourned till 10:00 a.m. of tomorrow morning. Thank you very much.

(اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 23 جون 2013ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)